امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد 4 صفر المظفر 1437ھ بمطابق دسمبر 2015ء شمارہ 10

زابل میں لڑائی کے دو رخ
اور عالمی میڈیا کا گمراہ کن پروپیگنڈا

امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ
کا مجاہدین سے وائرلیس پر پہلا خطاب

افغان فورسز طالبان کا مقابلہ کیوں نہیں کرسکتیں؟

کیا نیٹو کا ایک سالہ مشن کامیاب ہوگا؟!

اب مگر قاتلو! انتہا ہو گئی..

آئے روز فتوحات اور خوشخبریاں
رواں جہاد کامیابی کی شاہراہ پر

جنرل دوستم کو اپنے صوبے میں شکست سے دوچار کر دیا ہے
صوبہ جوزجان کے جہادی ذمہ دار سے گفتگو

فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن ابی اُسید الساعدی رضی اللہ عنہ قال بینما نحن عند رسول اللہ ﷺ اذجاء ہ رجل من بنی سلمۃ فقال یارسول اللہ ﷺ ھل بقی من برِّ ابویَّ شئ اَبِرُّھُما من بعد موتھما ؟ قال نعم : الصلوٰۃ علیھما والاستغفارلھما وانفاذعھدھما وصلۃ الرحم التی لاتوصل الا بھما واکرام صدیقھما ۔[رواہ ابوداؤد وابن ماجہ]

ترجمہ: ابواُسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک وقت جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے بنی سلمہ میں سے ایک شخص آئے اورانہوں نے دریافت کیا کہ: یارسول اللہ! کیامیرے ماں باپ کے مجھ پر ایسے بھی حق ہیں جوان کے مرنے کے بعد مجھے اداکرنے چاہئیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں !ان کے لئے خیرورحمت کی دعاکرتے رہناان کے واسطے اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور بخشش مانگنا،ان کااگرکوئی عہد معاہدہ کسی سے ہوتواس کوپوراکرنا،ان کے تعلق سے جورشتے ہوں ان کالحاظ رکھنااوران کاحق اداکرنااوران کے دوستوں کااکرام واحترام کرنا۔[سنن ابی داوٗدم سنن ابن ماجہ]

فرمان امیرالمومنین ملااختر محمد منصور حفظہ اللہ

میں اپنے تمام مجاہدین اور عوام کو اطمینان دلاتا ہوں کہ اللہ تعالی کی توفیق سے اپنی حد تک شریعت مقدسہ پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ عالیقدر امیر المومنین رحمہ اللہ کی راہ پر چلوں گا۔ اس صف کو جس طرح ماضی میں متحد تھا اسی طرح متحد رکھوں گا۔ علماء کرام کی اسلامی رہنمائی کی روشنی میں اپنے معاملات کو لے کر آگے بڑھوں گا۔

۔چونکہ جارحیت کے خلاف ہمارا چودہ سالہ جہاد کامیابی سے ہم کنار ہونے کو ہے۔ اور دشمن ہر میدان میں شکست کھاچکا ہے۔ اب وہ اس کوشش میں ہے کہ پروپیگنڈے کے حربے آزما کر مجاہدین کے درمیان بے اتفاقی اور بداعتمادی کی فضا قائم کردے۔ مجاہدین کی متحد صف میں تقسیم کی بے بنیاد افواہیں باقاعدہ یا بے قاعدہ طور پر پھیلائی جارہی ہیں۔ عوام اور مجاہدین دشمن کے اس طرح کے پروپیگنڈوں کی طرف باقاعدگی سے متوجہ رہیں۔

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد 4 صفرالمظفر 1437ھ بمطابق دسمبر 2015ء شمارہ 10

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے، جو امارت اسلامیہ کے میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات وواقعات اور مظلوم مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے بھیانک مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

عکس درون

نمبرشمار	عنوان	صفحہ
1	زابل میں لڑائی کے دورخ اور عالمی میڈیا کا گمراہ کن پروپیگنڈا	2
2	محترم امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ کا مجاہدین سے وائرلیس پر پہلا خطاب	4
3	اب مگر قاتلو! انتہا ہو گئی..	6
4	افغان فورسز طالبان کا مقابلہ کیوں نہیں کر سکتیں؟	7
5	حالیہ جہادی کاروائیوں کی انفرادی خصوصیات	8
6	کابل حکومت عوام کے سامنے بے بس	9
7	آخر دشمن نے اعتراف کر ہی لیا!!	10
8	مدرسہ کو پہچانیے	11
9	افغان عوام بھاگنے پر مجبور کیوں؟	12
10	مسجد اقصی میں اسرائیل کے مظالم	12
11	ملک کی تقسیم استعمار کی آخری خواہش ہے	13
12	نیٹو کا آپریشن سے انکار؟	14
13	قاتلو!	15
14	رواں جہاد کامیابی کی شاہراہ پر	16
15	شہید ملا عبدالسلام مجروح	18
16	طالبان کو مذاکرات کی دعوت	22
17	وزن میں کمی کرنا	23
18	جن کی موت یقیناً عالَم کی موت ہے	26
19	صوبہ جوزجان کے جہادی ذمہ دار مولوی عبدالرحمن سے گفتگو	28
20	اشرف غنی کے قول وفعل میں تضاد	31
21	طالبان نے 'طلوع' اور 'یک ٹی وی' چینلوں کو کیوں چیلنج کیا؟	32
22	کیا نیٹو کا ایک سالہ مشن کامیاب ہوگا؟!	34
23	حالیہ فتوحات مجاہدین کی وحدت اور قوت کا مظہر	35
24	آئے روز فتوحات اور خوشخبریاں	36
25	افغانستان اکتوبر 2015 میں	38
26	جنگی جرائم (اکتوبر 2015)	42
27	محرم الحرام کے مہینے میں ہونے والے کارروائیوں کا جدول	44

مدیر اعلیٰ
ولید افغان

نائب مدیر
شمس ابدالی

مجلس مشاورت

ملا اسد افغان — ہارون بلخی

اکرم تاشفین — محمد فرہاد جانباز

سیف العادل احرار

ڈیزائننگ
مولوی محمد فاروق

قیمت فی شمارہ: 30 روپے

سالانہ زر تعاون: 350 روپے

سالانہ زر تعاون

امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور یورپی ممالک........40 ڈالر

سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات........30 ڈالر

بنگلہ دیش........28 ڈالر

زابل میں لڑائی کے دو رخ اور عالمی میڈیا کا گمراہ کن پروپیگنڈا

اداریہ

مدیر اعلیٰ

ہم اس تلخ حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ افغانستان میں صلیبی غاصبوں کے خلاف جاری جنگ میں غاصب قوتوں کے ہاتھوں افغانوں کو بہت زیادہ جانی، مالی اور معنوی نقصانات اٹھانا پڑے، لیکن اس کے مقابلے میں بیرونی غاصبین خصوصاً امریکہ جن جانی ومالی نقصانات سے دوچار ہوا ہے وہ بھی کچھ کم نہیں۔ بے شک امریکہ نے جنگوں کی اپنی سیاہ تاریخ میں اس سے بھی بڑے نقصانات برداشت کئے ہوں گے لیکن اتنی طویل اور لاحاصل جنگ اس نے کبھی نہ لڑی ہوگی جس میں وہ یہاں پھنس گیا ہے۔ امریکہ اور اس کے مغربی اتحادیوں کے خلاف افغانستان میں جاری اس جنگ کا دورانیہ تقریباً ڈیڑھ عشرے تک پہنچ رہا ہے۔ جو امریکہ کی جنگی تاریخ میں سب سے طویل دورانیہ ہے۔

امریکہ جس جنگ کو چند دن میں جیتنے کا دعویدار تھا اس نے ڈیڑھ عشرے تک طول پکڑ کر جانی ومالی نقصانات کے ساتھ ساتھ امریکی ساکھ کو بھی خاک میں ملادیا، اس کے سرپُرغرور کو نیچا کر دیا اور دنیا پر قائم امریکی رعب ودبدبے کو بھی کافور کر دیا اور دنیا میں ذلت ورسوائی الگ ہوئی۔ ساتھ ہی امریکہ کے ظلم وجبر کی تاریخ میں ایک اور سیاہ باب کا اضافہ بھی ہوا۔

اس طویل جنگ میں دشمن جب ہر طرح کی عسکری کوششوں کے باوجود بھی کچھ حاصل نہ کر سکا تو طالبان کے مقابلہ سے مایوس امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے لڑائی کے دوران طالبان مجاہدین کے خلاف ایسے فکری حربے استعمال کئے جو کسی بھی فکری انحراف اور منظم صفوں کو توڑنے کے لئے کافی تھیں، ان کی کوشش تھی کہ مجاہدین آپس میں الجھ پڑیں اور ہم کنارے بیٹھ کر تماشا دیکھتے رہیں۔ اس مقصد کے لئے سرتوڑ کوششوں کے ساتھ ساتھ ڈھیروں ڈالرز بھی خرچ کر ڈالے.... لیکن صد آفریں ہو طالبان مجاہدین پر جنہوں نے استقامت کا دامن تھام کر امریکہ سمیت پوری دنیا کے ان ناپاک عزائم اور مذموم کوششوں کو ناکام بنادیا۔ مجاہدین نے انتہائی سخت حالات میں بھی اپنی وحدت کو قائم رکھا اور اپنی صفوں کو ٹوٹنے نہ دیا اور اپنی جہادی کارروائیوں کو واحد قیادت کی اطاعت میں اس شان وشوکت سے جاری رکھا کہ دشمن بھی اعتراف کئے بنا نہ رہ سکا۔ اسی لئے اندرونی وبیرونی دشمنوں کے مقابلے میں ان کی صفیں مزید مضبوط ہوتی گئیں، مزاحمت اور مقابلہ طویل ہوتا گیا، بے اتفاقی اور نفرت کا نام ونشان نہ تھا اور ہر مجاہد اتفاق واتحاد کے لئے پرجوش کوشش کرتا تھا جس کی برکت سے دشمن کو بڑی شکست کا سامنا کرنا پڑا جو پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے مسرت اور افتخار کا باعث ہے۔

دشمن بھی اب اس بات کو جان چکا ہے کہ مجاہدین کی کامیابی کا راز اتحاد اور اتفاق میں ہے، اور واقعی ہے بھی اسی طرح، اور جب تک ہم اسی طرح متحد ومتفق رہیں گے تب تک دشمن ہزار کوششوں کے باوجود بھی ہم پر غالب نہیں آسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اب مکار دشمن نے اپنی پوری توجہ مجاہدین کے درمیان اختلافات پیدا کرنے کی طرف موڑلی ہے اور اپنے تمام تر وسائل مجاہدین کے درمیان دوری اور جہادی صفوں میں توڑ پیدا کرنے کے لیے استعمال کر رہا ہے، غلام میڈیا اس حوالہ سے انتہائی غلط پروپیگنڈہ کر رہا ہے، جھوٹ پر مبنی خبریں نشر کرتا ہے اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو ہوا دے کر صحافت کے اصولوں کو پامال کرتے ہوئے حقائق مسخ کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔

تمام قارئین کو یاد ہوگا کہ جب امارت اسلامیہ نے امیر المومنین ملا محمد عمر رحمہ اللہ کی وفات کی خبر اور نئے امیر کے نام کا اعلان کیا اور امارت اسلامیہ کی طرف منسوب دوچار افراد نے نئے امیر کی بیعت میں پس وپیش سے کام لیا تو دشمن کی رکھیل میڈیا نے اس بات کو بڑی ہوا دی اور اسے مجاہدین کے درمیان اختلافات سے تعبیر کیا، دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ گویا طالبان دو دھڑوں میں تقسیم ہوگئے ہیں۔ میڈیا نے اس پر بس نہیں کیا بلکہ یہ بھی کہتا رہا کہ دو دھڑوں میں تقسیم طالبان ایک دوسرے سے مشت وگریباں ہیں اور ملک کے مختلف اطراف میں دونوں میں سخت لڑائیاں ہوئی ہیں جن میں دونوں دھڑوں کو سخت جانی ومالی نقصانات اٹھانا پڑے ہیں۔

حالانکہ اس قسم کا کوئی ایک واقعہ بھی رونما نہیں ہوا بلکہ ملک کے کونے کونے میں لوگ بڑے جوش و جذبہ کے ساتھ نئے امیر کی بیعت کر رہے تھے۔

حالیہ دنوں جب زابل میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے ساتھ داعش کے مسلح جنگجوؤں کا یک روزہ جھڑپ ہوا تو مکار دشمن نے ایک بار پھر میڈیا کو امارت اسلامیہ کے خلاف استعمال کرنا شروع کیا اور اس جھڑپ کو طالبان کے اپنے درمیان اختلافات اور لڑائی جھگڑے کے طور پر پیش کیا اور دونوں طرف سے بھاری جانی نقصانات کی جھوٹی خبریں شائع کیں۔

جی ہاں! اسی داعش کے ساتھ جھڑپ ہوا ہے جو امارت اسلامیہ کو غلام اور باغی سمجھتا ہے اور امارت اسلامیہ کے مجاہدین کو [نعوذ باللہ من ذلک] مرتد کہتا ہے ، وہی داعش جس کے مسلح کارندے پیسوں کے لئے لوگوں کو اغواء کرتے، داعش سے تعلق رکھنے والوں کے سوا سب کو مرتد اور ان کے مال کو مال غنیمت سمجھتے، عام مسلمانوں کی بیوی، بچی، ماں، بہن کو لونڈی سمجھ کر استعمال کرتے، عام شہریوں کو مختلف نام دے کر بے رحمی سے قتل کرتے اور غضب بالائے غضب یہ کہ یہ سب کام ثواب اور عبادت سمجھ کر کئے جاتے تھے، یہی وجہ تھی کہ اس بارے میں اگر کوئی ان کو نصیحت کرتا تو اس کی کوئی پروانہ کرتے۔ علاقائی سطح پر قومی زعماء اور طالبان رہنماؤں کے مشترکہ بڑے بڑے وفود کو غرور و تکبر کے ساتھ واپس کرتے۔ جس کی وجہ سے بات ایک بڑے قومی اور مذہبی تصادم تک پہنچ گئی تھی۔ چونکہ امارت اسلامیہ کی ذمہ داری اور مقصد تاسیس اپنے ملک و ملت کو اس قسم کے ظلم، وحشت اور سربریت سے نجات دلانا ہے اس لئے اس موقع پر بھی اپنی شرعی ذمہ داری نبھاتے ہوئے داعش کے مسلح افراد کے خلاف کارروائی کی گئی۔

سابقہ تجربات کو دیکھتے ہوئے امارت اسلامیہ اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ اگر اس قسم کے فتنوں کی بروقت سرکوبی نہ کی گئی اور اس طرف خاطر خواہ توجہ نہ دی گئی تو بعد میں اس سے بڑے مسائل پیدا ہوسکتے ہیں اور خدانخواستہ ملک میں 90 کی دہائی جیسے بدترین حالات پیش آسکتے ہیں۔

امارت اسلامیہ جو دنیا کی سب سے بڑی صلیبی اتحاد کے ساتھ گزشتہ ڈیڑھ عشرے سے برسرپیکار ہے اور اس بڑے اتحاد کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا ہے، جہادی صفوں میں انتشار اور جہاد کی طرف منسوب گروہوں کے خلاف کارروائی اپنے اور پورے عالم اسلام کے لیے انتہائی نقصان دہ سمجھتا ہے اور اس سے بچنے کی پوری کوشش کی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ ننگرہار اور زابل میں موجود داعش کے چھوٹے چھوٹے گروہوں کو سمجھانے کی خاطر بڑے بڑے وفد بھیجے گئے، قیادت کی سطح پر بغدادی کے نام خط لکھا گیا لیکن جب بغدادی اور افغانستان میں موجود گروہوں نے امارت اسلامیہ کی ان کوششوں کو بزدلی اور خوف سے تعبیر کیا اور بات ملک و ملت کی آزادی اور دین اسلام کی سربلندی کے لیے جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے، گزشتہ ۱۴ برس سے عالم کفر سے برسرپیکار مخلص مجاہدین کو مرتد اور غلام کہنے، مجاہدین اور عام شہریوں کے قتل عام، صوبہ ننگرہار کے کئی گاؤں اور علاقوں کو جلانے، مردوں کی اغواء کے ساتھ ساتھ بچوں اور خواتین کی اغواء، ان کی عصمت دری کرنے اور پھر نہایت بے رحمی و بے دردی سے قتل کرنے تک جا پہنچی اور شرعی احکام کو پاؤں تلے روندا گیا اور دین کو اپنی متشدد ذہنیت کا تابع بنایا اور بالآخر امارت اسلامیہ کے خلاف مسلح لڑائی شروع کر دی۔ تو امارت اسلامیہ نے مجبوری کے اس عالم میں ان کے خلاف کارروائی ضروری سمجھی۔ اس لیے کہ امارت اسلامیہ لسانی، قومی اور مذہبی تعصبات سے ہٹ کر عوام کو اس قسم کی وحشت و سربریت سے بچانا اور ان کی حفاظت کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے اور ان شاء اللہ اس ذمہ داری اور فرض کو بڑی جرأت و بہادری سے ادا کرے گی۔

واضح رہے کہ امارت اسلامیہ نے زابل میں اٹھنے والے فتنہ کا ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر مکمل طور پر خاتمہ کر لیا اور وہاں موجود تمام تر خطرات کو دفع کیا۔ اسی طرح امارت اسلامیہ نے ننگرہار کے اکثر علاقوں کو اس نئے فتنے سے نجات دلائی اور اب الحمدللہ پورے ملک میں اس فتنہ کی سرکوبی کی گئی ہے۔ امارت اسلامیہ نے اس بات کی طرف خوب توجہ دی ہوئی کہ اللہ نہ کرے کہیں افغانستان میں بھی شام اور عراق جیسے حالات بن جائیں اسی لئے بروقت ایسے اقدامات کر لئے کہ مجاہدین کی وحدت اور چودہ برس میں حاصل کی گئی کامیابیاں محفوظ رہیں۔

باوجود اس کے کہ امارت اسلامیہ اپنی توجہ اصل دشمن سے ہٹانا نہیں چاہتی، نہ غاصب قوتوں کے علاوہ کسی اور سے جنگ وجدل میں خوشی محسوس کرتی ہے ، اور نہ ہی یہ سب کر کے دشمن کے ارمانوں کو پورا کرنے دے گی لیکن داعش کے خطرناک ارادوں اور ظلم و جبر کو بھی نظرانداز نہیں کر سکتی۔ قوم مطمئن رہے امارت اسلامیہ کے مجاہدین اپنے سروں کی قربانی دے کر بھی شریعت اور شریعت سے وفادار مسلمانوں کی دفاع کریں گے، وہ کسی کو بھی یہ اجازت نہیں دیں گے کہ وہ شریعت کی فکری یا عملی تحریف کریں اور نہ ہی اپنی عوام کو کسی ظالم و جابر کے رحم و کرم پر چھوڑیں گے۔

امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ

کا مجاہدین سے وائرلیس پر پہلا خطاب

نوٹ: امارت اسلامیہ کے زعیم امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور صاحب نے کچھ دن قبل افغانستان بھر میں محاذوں پر موجود مجاہدین سے وائرلیس پر خطاب کیا۔ یہ بیان ایک عمومی نمبر کے ذریعے افغانستان بھر میں سنا جا سکتا تھا۔ مجاہدین کو پہلے ہی سے اطلاع کر دی گئی تھی، تاکہ مقررہ وقت پر اسے سن سکیں۔ یہ بیان تحریری صورت میں آپ کی نذر کیا جا رہا ہے۔ ادارہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اذا جاء نصر اللہ والفتح۔ ورأیت الناس یدخلون في دین اللہ افواجا۔ فسبح بحمد ربک واستغفرہ۔ انہ کان توابا۔ صدق اللہ العلي العظیم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجاہدین بھائیو اور بزرگو! سب سے پہلے آپ کو اور پوری قوم کو نئی فتوحات پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ پاک کا شکر ہے اور حمد و ثنا ہے کہ اس ذات نے مجاہدین اور مسلمانوں کو یہ فتوحات نصیب فرمائیں۔ اللہ تعالی نے شہید، زخمی اور اس راہ میں پریشانیاں سہنے والے مجاہدین کی قربانیاں قبول فرمائیں۔ اللہ تعالی نے انہیں بھی نوازا، جنہوں نے مجاہدین کے ساتھ تعاون کیا اور انہیں کھانا کھلایا۔ راتیں گزارنے کے لیے ٹھکانہ دیا۔ سب کو اللہ تعالی دنیا و آخرت میں نیک بدلہ عطا فرمائے۔ اللہ تعالی ان کی خدمات اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ بے گناہ قیدی مجاہدین اور مظلوم عوام کو دشمن کی قید سے نجات عطا فرمائے۔ انہیں بخیر وعافیت اپنے گھروں تک واپس پہنچائے۔

مجاہدین بھائیو! آپ سے چند باتیں عرض کروں گا۔ غور سنیں اور ان پر عمل کریں۔

پہلی بات یہ ہے کہ مجاہدین کا عوام کے ساتھ اچھا سلوک اور برتاؤ لازمی ہے۔ مجاہدین بھائی عوام سے اچھا سلوک کریں۔ ان کا احترام کریں۔ ان کے تعاون اور امداد کے شکر گزار رہیں۔ ان کی جان، مال اور آبرو کے تحفظ کی کوشش کریں۔ ان کے مددگار رہیں۔ ان کی امیدوں اور آرزوؤں کا خیال رکھیں۔ ان سے شفقت اور رحم دلی سے پیش آئیں۔ یہ وہ غیور قوم ہے، جس نے اس غربت میں بھی اور اس تکالیف میں بھی آپ کا بھرپور ساتھ دیا۔ آپ کی رہنمائی کرتی رہی۔ رات گزارنے کے لیے ٹھکانہ دیتی ہے۔ کھانا کھلاتی ہے۔ آپ کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔ اس لیے مجاہدین کے لیے اس قوم کا تعاون بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ ہم سب کو اس قوم کے تعاون اور مدد کا شکر گزار رہنا چاہیے۔ ہم ان سے بہتر سلوک کریں۔ یہ ہمارے لیے کامیابی اور پیش رفت کا ذریعہ ہوگا۔ ہم پر اس قوم کا حق ہے۔ اس قوم کے بچے جہاد میں شہید ہوئے ہیں۔ اس قوم کے بچے جیلوں میں بند پڑے ہیں۔ ان کے گھر بمباری سے ملیامیٹ کر دیے گئے۔ ان لوگوں نے اپنا نقصان برداشت کر کے آپ کا ساتھ دیا ہے۔ یہ ایسے دین دار اور دیانت دار لوگ ہیں، انہوں نے ڈالروں کی پروا کی اور نہ دیگر سہولیات کو دیکھا۔ وہ آپ کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ ایسا انہوں نے عمل کر کے ثابت کیا ہے۔ عوام کے ساتھ آپ کا سلوک شریعت کے موافق ہونا چاہیے۔ ان سے اچھے اخلاق سے پیش آیا جائے۔ ان لوگوں کے دل جیتے جائیں۔ خود کو ان کے دکھ درد میں شریک سمجھیں۔ علماء، قبائلی زعماء، عمائدین اور نمایاں سماجی و مخلص لوگوں سے اچھا سلوک کریں۔ ان کا احترام کریں۔ ان سے اچھا رویہ رکھیں۔ ان سے مشاورت کریں اور ان سے اپنے خیالات اور نظریات شیئر کریں۔ یہ آپ کی کامیابی کا سب سے بڑا ذریعہ ہوگا۔ عوام کے جو عام نفع رسانی کی تنصیبات کو نقصان پہنچانے سے گریز کریں۔ عوام ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ نہروں کے بند، پل، کلینک، مدرسہ اور سکول وغیرہ۔ ان کی صحت، تعلیم اور تدریس وغیرہ کے ذرائع ہیں۔ ان کے شریعت کے موافق امور حل کرنے کی طرف سے غفلت کا مظاہرہ نہ کریں۔ ان کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔ انہیں ایسے وسائل مہیا کریں، جو ان کی زندگی کی سہولت کا ذریعہ بنیں۔ جہاد کے نام پر بدامنی کرنے والے فریب کاروں اور دشمن کی سازشوں پر

مکمل نظر رکھیں۔

مجاہدین بھائیو! آپ کو معلوم ہونا چاہیے دشمن کی صفیں غیر منظم ہیں۔ وہ گھبرایا ہوا ہے۔ ہمارا رعب اس کے دل میں پیوست ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں، وہ جوق در جوق ہتھیار ڈال رہا ہے۔ افغان باشندے خارجی دشمن کی حمایت سے دست بردار ہو رہے ہیں۔ چاہے وہ جنگ میں ہتھیار ڈالیں یا اپنی غلط فہمی کے ختم ہونے پر ہتھیار ڈالیں۔ ان کی اس کیفیت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے جہادی معاملات کی جانب متوجہ رہیں۔ اس کا بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ ایسے سنجیدہ آپریشن اور کاروائیاں ترتیب دیں، جو محض تباہی نہیں، بلکہ کامیابی کا باعث بنیں۔ اپنی نیت صحیح رکھیں۔ اللہ پاک کے سامنے عاجزی کریں۔ ان فتوحات کا شکر ادا کرنے کے لیے عاجزی اختیار کریں، تاکہ آپ کے لیے مزید کامیابی کا باعث بنے۔ دشمن کے پروپیگنڈے سے گھبرائیں نہیں۔ اگر آپ اللہ تعالی کی راہ میں چلتے رہے اور اللہ تعالی کے احکامات پر کاربند رہے تو تم خود دیکھ لوگے کہ دشمن کے مورچے تمہارے قبضے میں رہیں گے۔ دشمن کے مراکز تمہارے ہاتھ میں ہوں گے۔ امارت اسلامیہ کا پرچم دشمن کے ہر مورچے اور مرکز پر لہرائے گا۔ یہ خوشی کا مقام ہے۔ امارت کا پرچم مسلمانوں کے شعائر کی ایک علامت ہے۔ یہ سفید پرچم جسے تم دشمنوں کے مورچوں پر لہراتے ہو، انتہائی شکر کا مقام ہے۔ یہ اللہ تعالی کی ایک نعمت ہے جو ہم سب کو نصیب ہوئی ہے۔ اللہ تعالی کے شکر گزار رہو۔ اللہ تعالی کی طرف رجوع کرو۔ آپ ہمارے لیے دعا کریں، ہم آپ کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ تم اپنے دشمنوں کو ناکام اور شرمندہ دیکھوگے۔ تم کامیاب اور سرخ رُو ہوگے۔ ایسی اطاعت کرو جو اللہ کے دربار میں منظور و مقبول ہو۔ جہادی ثمرہ ضائع نہ ہونے چاہیں۔ تم تب ہی کامیاب ہوگے۔ دشمن سے حاصل ہونے والا مالِ غنیمت تمہارے ہاتھ میں ہو گا۔ دشمن کا اسلحہ تمہارے ہاتھوں میں ہو گا۔ دشمن زندہ حالت میں تمہارے ہاتھوں میں قید ہو گا۔

کمانڈر اور دیگر گروپ سربراہ اپنے مجاہدین کی اخلاقی تربیت پر متوجہ رہیں۔ ان کی دیانت داری پر توجہ دیں۔ ان کے روزانہ اعمال پر توجہ دیں۔ عوام کے ساتھ ان کے چال چلن اور رویے پر نظر رکھیں۔ ان کے آنے جانے اور گھومنے پھرنے پر نظر رکھیں۔ ان کے صبح و شام کے اذکار کا خیال رکھیں۔ انہیں باجماعت نماز کا پابند بنائیں۔ مزید ایسے اخلاق جو انسان کے ساتھ مناسب ہوں، ان کی جانب متوجہ رکھیں۔ دینی اور اخلاقی تربیت انسان کے لیے ایک بڑا کمال اور کامیابی کا اہم ذریعہ ہے۔ کم عمر لڑکوں کو مجاہدین کی صفوں میں نہ رکھیں۔ مجاہدین خود جانتے ہیں۔ انہیں اندازہ ہوتا ہے کہ کس کو گروپ میں رکھنا مناسب ہے اور کس کو نہیں۔ ایسے لڑکے جن کی ابھی داڑھی نہیں آئی، یعنی وہ کم عمر ہیں تو انہیں چاہیے ابھی اپنی پڑھائی پر توجہ دیں اور اپنے والدین کی خدمت کریں۔

مجاہدین بھائیو! آپ مطمئن رہیں۔ مَیں اور تمام رہنما، قائدین اور ذمہ داران، سب اپنے اپنے کاموں کی جانب پوری طرح متوجہ ہیں۔ ان شاء اللہ مزید بھی ان کاموں میں کوشش کریں گے، تاکہ یہ کام مزید آگے بڑھے۔ آپ کو بھی توجہ دیتے رہیں گے اور امارت اسلامیہ کے دیگر معاملات کی جانب بھی توجہ دیتے رہیں گے۔ آپ سیاسی، اقتصادی یا عسکری، جس شعبے میں بھی ہیں، ہم آپ کو مکمل توجہ دینے کی کوشش میں رہیں گے۔ الحمد للہ مجاہدین متحد ہیں۔ اتحاد کی مزید کوشش کی جائے گی۔ جو افواہیں اور باتیں دشمن کی جانب سے ہوتی تھیں کہ طالبان تقسیم ہو جائیں گے، ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے، للہ الحمد وہ ساری باتیں جھوٹ ثابت ہوئیں۔ یہ بھی اللہ تعالی کا احسان ہے کہ ہم متحد رہے۔ ہم اس کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ دشمن کا وہ پروپیگنڈا اور اخراجات، جو صرف اس لیے کیے گئے تھے کہ مجاہدین میں تفریق پیدا ہو جائے، اللہ تعالی نے انہیں شکست دے دی۔

مجاہدین بھائیو! قیادت آپ سے مطمئن ہے۔ حاصل ہونے والی فتوحات آپ کی کامیابی اور اطاعت کی علامت ہیں۔ یہ آپ کے صبر و استقامت کی نشانی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے آپ اطاعت گزار ہیں۔ آپ نے صبر اور استقامت سے ساری تکلیفیں برداشت کی ہیں۔ قیادت آپ سے خوش ہے۔ آپ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھتی ہے۔ یہ بزرگوں کی دعائیں ہیں کہ آپ کے نصیب میں فتوحات لکھی ہیں۔ آپ نے اللہ سے رجوع کیا تھا۔ عاجزی کا اظہار کیا تھا۔ خود کو ریا اور تکبر سے بچایا تھا۔ ظلم سے دور رکھا۔ اس لیے امارت اسلامیہ کے چھوٹے بڑے سب آپ سے خوش ہیں۔ آپ کو مزید دعائیں دیں گے۔ ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اصل ہدف اعلائے کلمۃ اللہ اور اسلامی نظام کا نفاذ ہے۔ ہم یہ جہاد اس وقت تک جاری رکھیں گے، جب تک اللہ کا نام بلند اور اسلامی نظام نافذ نہیں ہو جاتا۔ ان شاء اللہ یہ جہاد جاری رہے گا۔ دشمن کے پروپیگنڈے پر نظر نہ کریں۔ اپنے کاموں کی جانب متوجہ رہیں۔ اللہ تعالی مسائل خود حل فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ۔ اللہ تعالی کی نصرت آئے گی۔

ہم تمام مجاہدین کو دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔ آپ تمام مسلمانوں کے لیے دعا کریں۔ آپ کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ آپ محاذ پر دشمن سے براہ راست لڑ رہے ہیں۔ آپ نے اپنی جانوں کی قربانی دی ہے۔ آپ نے تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ تمام مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں، آپ کے لیے کامیابی کی دعا مانگتے ہیں۔ اپنے بڑوں کو دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں گے۔

اب مزید اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اب مگر قاتلو! انتہا ہو گئی..

عبدالرحمن

پیرس پر ہونے والے حملے نے فرانسیسیوں کو آئینہ دکھا دیا ہے۔ مغرب کو معلوم ہو گیا ہے کہ جب کوئی انسان گولی، بم اور بارود کا نشانہ بنتا ہے تو اس پر کیا گزرتی ہے؟! اگر آتش و آہن کی یہی برسات کسی بے گناہ پر برسائی جائے تو اس کے محسوسات کیا ہوتے ہیں؟ ویسے یہ بہت دلچسپ صورتِ حال ہے کہ پیرس میں "باتا کلان کنسرٹ ہال" کے حوالے سے پولیس اہل کاروں نے دفاعی کارروائی میں اپنی جان کو خطرے میں ڈالا اور اس مزاحمتی عمل کے دوران اُن کے احساسات پر کیا بیت رہی تھی؟! اس بات کو ایک پولیس اہل کار نے میڈیا سے شیئر کرتے ہوئے کہا:

"انہوں نے وہاں اصل میں جہنم دیکھا ہے!"

ویسے سچ تو یہ ہے کہ مغرب کو ابھی تک صحیح معنوں میں معلوم نہ ہوگا کہ "آتش و آہن کی برسات سے پیدا ہونے والا جہنم درحقیقت کیسا ہوتا ہے؟" ورلڈ ٹریڈ سینٹر اور اسی نوعیت کے وقفے وقفے سے ہونے والے "جوابی حملے" صرف ایک جھلک ہیں، اُس "جہنم" کی... جسے وہ سال ہائے دراز سے عالم اسلام کے دامن پر شعلہ بار بنائے ہوئے ہیں۔ اصل جہنم تو وہ ہے، جو فرانس کی کارکردگی کی وجہ سے شام میں دہک رہا ہے۔ جو امریکی سازشوں کی وجہ سے افغانستان، عراق اور شام میں برپا ہوا پڑا ہے۔ جو برطانوی کرتبوں کی وجہ سے فلسطین میں جل رہا ہے۔ جو روس کی وجہ سے چیچنیا میں لگا ہوا ہے۔ جو امریکی آشیر باد سے کشمیر میں دہک رہا ہے۔ جو برما میں کئی ہزار مسلمانوں کو نگل گیا ہے۔ امریکی صدر کا یہ بیان کتنا مضحکہ خیز ہے؛ "پیرس حملے پوری انسانیت پر حملے ہیں۔!!" اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں فلسطین کے حق اور اسرائیل کی مخالفت میں ہونے والے فیصلوں کے خلاف 'ویٹو پاور' استعمال کرنے والے امریکی صدر کے پاس اس سوال کا جواب ہے کہ افغانستان، عراق، کشمیر، بوسنیا، چیچنیا، پاکستان، برما، فلسطین، الجزائر، مالی، شام اور مظلوم عالمِ اسلام کے ساتھ جو کچھ مغرب کر رہا ہے، اس میں انسانیت کی کتنی خدمت ہو رہی ہے؟ اگر اتنے زیادہ مظلوموں کا بدلہ ایک دشمن سے لے لیا گیا ہے تو اس پر اتنا کیوں چیخا اور چلّایا جا رہا ہے؟ آپ کا یہ وہی منہ اور زبان ہے ناں، جب چارلی ایبڈو نے ہمارے نبی کی شان میں گستاخی کی تھی اور مسلمانوں کے نازک جذبات سے کھلواڑ کیا تھا تو اہلِ اسلام کو "برداشت، صبر اور حوصلے" کی تلقین کی جا رہی تھی!! کیا برداشت، صبر اور حوصلے کی تعلیمات صرف مسلمانوں کے لیے ہی ہیں۔ اگر اب وقت پڑنے پر مغرب بھی ان درخشاں تعلیمات پر عمل کر لے تو اس میں کیا برائی ہے؟!!

مغرب کو سمجھ لینا چاہیے اب وہ وقت آگیا ہے، جب مسلمانوں نے یہ طے کر لیا ہے کہ "ہم بھی تب تک آرام اور چین سے نہیں بیٹھیں گے، جب تک اپنے ایک ایک مسلمان بھائی کے خون کا بدلہ نہ لے لیں۔" آج شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی وہ بات یاد آرہی ہے: "مغرب کو تب تک چین نصیب نہیں ہو سکتا، جب تک فلسطین میں امن قائم نہیں ہوگا!!" امریکا سمیت تمام مسلم دشمن عناصر کو یہ بات پلے باندھ لینا ہو گی کہ تمہاری طرف سے جس آگ کے شعلے مشرق میں پھینکے گئے ہیں، اب مغرب کی سمت چلتی ہوائیں اُنہیں تمہارے دروازے تک لے گئی ہیں۔ کیا ایسا ممکن ہے مسلمان کا لہو رنگ نہ لائے؟! کیا ایسا ممکن ہے جسم کے ایک عضو کو تکلیف پہنچے، لیکن دوسرے کو کوئی درد نہ ہو؟! کیا ایسا ممکن ہے مغرب ہمیں بے امن کرے اور خود چین کی بانسری بجائے؟! کیا ایسا ممکن ہے امریکا ہماری زمینوں میں بارود کاشت کرے اور اس کے شعلے واشنگٹن تک نہ پہنچیں؟! کیا ایسا ممکن ہے فرانس ہمارے نبی کی شان میں گستاخی کی جسارت کرے اور پیرس کی شان باقی رہے؟! کیا ایسا ممکن ہے برطانیہ ہمارے بچوں کو خون میں نہلا دے، لیکن اس کی آئندہ نسلیں بھی ہنسی خوشی زندگی جی سکیں؟!

نہیں، ایسا دنیا میں کہیں نہیں ہوتا!! جو بوؤ گے، وہی کاٹو گے۔ ہمیں جینے دو گے تو خود جی سکو گے۔ ہم آخری آفاقی مذہب کو ماننے والے مسلمان ہیں اور ہمارا طرز زندگی "جینے دو اور جیو" ہے!! آپ ہم سے یہ توقع مت رکھیں کہ ہم "جیو اور جینے دو" کے فلسفے کے پیروکار ہیں۔ ہمارے آباء و اجداد کی تاریخ سے یہی سبق ملتا ہے۔ تمہارا سکون ہمارے امن کے ساتھ مشروط ہے۔ ہماری اس بات کو بے وقعت سمجھنے والوں کا انجام اُن "خیبر بدروں" سے پوچھ لو، جو اصل جہنم سے بچنے کے لیے "غرقد کی ڈھالیں" بنانے میں مصروف ہیں!!

ہم پہ روئیں ہماری ہی مائیں سدا.. ہم نے تم کو اگر خوں رُلایا نہیں..
روند کر اہلِ ایمان کی بستیاں.. کیسی جنت بسانے کے خوابوں میں ہو.
یہ تو ممکن نہیں عیش سے تم رہو.. اور ملت ہماری عذابوں میں ہو!!!

افغان فورسز طالبان کا مقابلہ کیوں نہیں کرسکتیں؟

روزنامہ انڈیپنڈنٹ

ترجمہ: خلیل احمد

برطانوی اخبار روزنامہ انڈیپنڈنٹ نے صوبہ قندوز سے متعلق ایک تحقیقاتی رپورٹ شایع کی ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ ”طالبان نے دو ہفتوں تک قندوز شہر پر اپنا کنٹرول برقرار رکھا، لیکن طالبان کے اس مختصر عرصہ کے قبضہ نے افغان فورسز کی قوت اور جنگی مہارت کو ہمیشہ کے لیے غیر یقینی ثابت کر دیا ہے۔“

صحافی بلال سروری نے قندوز کے حوالے سے بتایا ہے کہ شہر پر حکومتی فورسز کو مکمل کنٹرول حاصل ہے، مگر انہیں اندیشہ ہے کہ طالبان کسی بھی وقت حملہ کرکے شہر کا کنٹرول دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں۔ شہری اشیائے خورد و نوش اور موسم سرما کی شدت سے بچنے کے وسائل تیل اور لکڑیاں فروخت کر رہے ہیں۔ شہر میں خوف و ہراس کا سماں ہے۔ بیشتر لوگوں کا خیال ہے کہ طالبان حملہ کرکے دوبارہ شہر کا کنٹرول حاصل کریں گے۔ انہوں نے اس لیے اشیائے خورد و نوش کا بندوبست کر رکھا ہے۔ سیکورٹی فورسز کے ہزاروں اہل کار مورچوں اور چیک پوسٹوں میں الرٹ کھڑے ہیں، مگر انہیں وہ دن بھی یاد ہے جب طالبان نے شہر پر تین اطراف سے تابڑ توڑ حملہ کیا اور ایک گھنٹے میں فورسز کو شہر سے باہر دھکیل دیا تھا۔

سوال یہ ہے کہ اس وقت فورسز اور خفیہ اداروں کے اہل کار کہاں تھے؟ قندوز پر طالبان کے قبضے کے ذمہ دار کون ہیں؟ قندوز شہر میں طالبان اور فورسز کے درمیان دو ہفتوں تک جاری رہنے والی لڑائی میں شہر کو کافی نقصان پہنچا ہے۔ طالبان نے بھی شہر میں داخل ہونے کے دوران سرکاری املاک اور این جی اوز کے دفاتر کو نشانہ بنایا تھا۔ انڈیپنڈنٹ نے اپنی رپورٹ میں ایک شہری ’سید رحیم‘ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ”حکومت نے شہر میں کافی کوششوں کے بعد سرکاری دفاتر تعمیر کیے تھے، لیکن طالبان نے دو ہفتوں میں سب کو مسمار کر دیا۔ اب دوبارہ تعمیر نو کا کام شروع کر دیا جائے گا، جس میں کافی وقت لگے گا۔“

قندوز کے ایک سرکاری اہل کار نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر انڈیپنڈنٹ کو بتایا کہ ”طالبان نے ان کے کمپیوٹرز، اہم دستاویزات اور دیگر ضروری مواد بھی نذرِ آتش کر دیا تھا۔“ رپورٹ کے مطابق اب بھی شہر کے مضافات میں اہم علاقوں پر طالبان کا قبضہ برقرار ہے۔ سیکورٹی فورسز ان علاقوں میں آپریشن میں مصروف ہیں، لیکن انہیں اب تک کوئی قابل ذکر کامیابی نہیں ملی ہے۔ گزشتہ ہفتے افغان فورسز نے سیکڑوں فوجی گاڑیوں، ٹینکوں اور بھاری ہتھیاروں کے ذریعے، جنہیں فضائیہ کی مدد بھی حاصل تھی، ضلع دشت آرچی کا قبضہ طالبان سے چھڑا لیا، لیکن ضلع کے آس پاس علاقوں میں اب بھی گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔ دشت آرچی طالبان کے گورنر ملا عبدالسلام کا آبائی علاقہ ہے۔

بلال سروری کے مطابق دشت آرچی کے لوگ بمباری، راکٹ حملوں اور جنگ کے خوف سے نقل مکانی پر مجبور ہیں۔ رپورٹ کے مطابق مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ قندوز طالبان کا مضبوط مرکز ہے۔ جنگ کے باعث زراعت کو بھی شدید نقصان پہنچا ہے۔ دشت آرچی کے ایک شہری نے انڈیپنڈنٹ کے نامہ نگار کو بتایا کہ طالبان کی قوت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ وہ بہ تدریج مختلف علاقوں پر کنٹرول حاصل کر رہے ہیں۔ مقامی لوگ بھی طالبان کی سرگرمیوں پر خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔ برطانوی اخبار نے دشت آرچی کے لوگوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ طالبان نے وسیع علاقے پر قبضہ حاصل کر لیا ہے۔ ان کی فوجی قوت میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ انہوں نے اپنے زیرِ قبضہ علاقوں میں عدالتیں قائم کی ہیں، جہاں ان کے جج بیٹھتے ہیں اور لوگوں کے مسائل حل کرتے ہیں۔ مقامی لوگ بھی طالبان کی عدالتوں سے رجوع کرتے ہیں۔ ان حالات میں لوگوں کا خیال ہے کہ حکومت عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کون سے اقدامات اٹھائے گی؟

حالیہ جہادی کاروائیوں کی انفرادی خصوصیات

جب امریکا نے 2014ء میں افغانستان میں اپنے فوجی مشن کے اختتام کا اعلان کیا اور ایک بڑے فوجی پروگرام میں امریکی پرچم کو اتار کر لپیٹا گیا تو اس کے ساتھ ہی کابل حکومت کے فنا کے خطرات بھی بڑھ گئے۔ افغانستان میں غیر ملکی جارحیت پسندوں کے فوجی مشن کے اختتام سے کٹھ پتلی حکومت کے حوصلے پست ہوگئے۔ افغان کٹھ پتلیوں کا کردار میں کرائے کے قاتلوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ غیر ملکی فوجیوں کی حفاظت کے علاوہ ان کا کوئی مشن اور نظریہ نہیں ہے۔ ان میں ملک کی خاطر جان دینے کا حوصلہ بالکل نہیں ہے۔ یہی وجہ تھی رواں سال مجاہدین کی کارروائیاں ماضی کی نسبت تیز تر رہیں۔ بدخشان سے نورستان تک، ہلمند سے کنڑ تک، فاریاب سے ننگرہار تک اور کابل سے قندوز تک دشمن کے تمام فوجی مراکز طالبان کے شدید حملوں کی زد میں رہے۔ رواں سال کی جہادی کارروائیوں کو گزشتہ سالوں کی کارروائیوں سے ممتاز کرنے والی نمایاں تبدیلیاں درج ذیل ہیں:

1۔ رواں سال مجاہدین کی کارروائیوں نے اقدامی صورت اختیار کرلی ہے۔ قندوز کی فتح سے لے کر بدخشان، تخار، بغلان، سرپل، فاریاب، غور، بادغیس، فراہ، ہلمند اور غزنی سمیت مختلف علاقوں میں ہر حملہ پہلے طالبان نے کیا اور کٹھ پتلی حکومت کو مقابلے کے لیے دفاعی پوزیشن اختیار کرنا پڑی۔

2۔ مجاہدین نے گوریلا جنگوں کے بجائے شہروں کے اندر لڑائی پر بھرپور توجہ دی، جس میں خاطر خواہ کامیابی ملی۔ مثال کے طور پر شہری لڑائی کے نتیجے میں مجاہدین نے قندوز فتح کیا اور پورے دو ہفتے ان کے قبضے میں رہا۔ قندوز شہر پر اقدامی حملہ مجاہدین کا شہر کے اندر لڑنے کا پہلا تجربہ تھا، لیکن مجاہدین نے یہ مرحلہ کامیابی سے انجام تک پہنچایا۔ جس کے بعد دشمن نے بھی ان کی فوجی حکمتِ عملی کی تعریف کی۔

3۔ مجاہدین نے شہری لڑائی کے ساتھ دشمن کے خلاف بڑے بڑے گروپ بنائے۔ ہر گروپ 400 سے 800 مجاہدین پر مشتمل تھا۔ جن میں ضلعی اور صوبائی سطح پر ہر گروپ کے دو سے پانچ مجاہدین شریک تھے۔ گروپ بنانے کی تکنیک نہایت کامیاب رہی اور فاریاب، سرپل، ہلمند، تخار اور بغلان میں ان گروپوں کے مجاہدین نے حملے کرکے دشمن کو بیش بہا جانی اور مالی نقصانات پہنچائے۔

4۔ مجاہدین کی شہری لڑائیوں، گروپ کارروائیوں اور دوسرے اقدامی حملوں کا ہدف صرف دشمن کے فوجی مراکز تھے۔ شہریوں کی جان ومال کا سب سے زیادہ خیال رکھا گیا۔

5۔ کارروائیوں کی ایک اور خاص بات ان کا ملک گیر ہونا تھا۔ جس نے ایک ہی وقت میں ملک کے بیشتر علاقوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور دشمن کی فوجی قوت کا بھانڈا پھوڑ دیا۔

6۔ ان کارروائیوں نے غیر ملکی اور ملکی خونخواروں کے سامنے یہ بات ثابت کردی کہ مجاہدین ملک میں جہاں بھی اور جس وقت بھی چاہیں، فوجی کارروائی کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ چاہے ان کا ہدف بڑے شہر کے اندر ہو یا صوبوں کے مراکز ہوں۔ عام شاہراہ ہو یا ضلعی مراکز۔

7۔ مجاہدین کی کامیاب کارروائیوں نے غیر ملکی جارحیت پسندوں کے وہ تمام دعوے غلط ثابت کر دیے ہیں، جو وہ کٹھ پتلی افواج کی صلاحیتوں اور اچھی ٹریننگ کے بارے میں کرتے ہیں کہ ان کے تربیت یافتہ فوجی اب اکیلے ہی طالبان کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

8۔ رواں سال کی کامیاب کارروائیوں کے دوران مجاہدین نے ملک کے طول وعرض میں کئی اہم علاقوں پر قبضہ کیا، جس میں دشمن سے ہزاروں کی تعداد میں ہلکے اور بھاری ہتھیار، بکتر بند گاڑیاں اور فوجی وسائل غنیمت میں ملے۔ اسلحے کے اس ذخیرے سے مجاہدین آئندہ کئی سالوں تک کفری باقیات کے خلاف اپنی کارروائیاں جاری رکھ سکیں گے۔

❖ ❖ ❖

کابل حکومت عوام کے سامنے بے بس

حقمل ضیاء

حالیہ دنوں میڈیا پر یہ خبریں گردش کرتی رہیں کہ غلام ادارے کے اہل کاروں نے ننگرہار یونی ورسٹی پر چھاپے کے دوران متعدد طلباء کو حکومت مخالف مظاہرہ کرنے کے جرم میں گرفتار کرلیاہے۔ ننگرہار یونی ورسٹی کے طالب علموں نے اپنے حقوق حاصل کرنے، یونی ورسٹی کے مسائل حل کرنے اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے پر امن مظاہرے میں آواز اٹھائی تھی۔ اب سوال یہ ہے کہ ان طلباء نے کون سا جرم کیا تھا، جس نے کابل کے غلام ادارے کو انہیں گرفتار کرنے اور ان پر تشدد کرنے کا جواز فراہم کیا؟

- کابل ادارہ، جمہوری ہونے کا دعوی کرتا ہے۔ جمہوریت میں پُرامن مظاہرہ کرنا ہر شہری کا حق ہے۔ اب جمہوری اقدار کے یہ دعوے دار جب یونی ورسٹی کے پر امن مظاہرین کو صرف اس جرم کی پاداش میں گرفتار کر رہے ہیں کہ وہ اسلامی نظام اور اپنے جائز حقوق چاہتے ہیں تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جمہوریت میں ہر شخص کے لیے آزادی ہے۔ بشرطیکہ وہ سیکولر ہو، مغربی افکار کو ماننے والا ہو، دین کے اصل مفاہیم کی بے حرمتی کرنے والا ہو، فحاشی و عریانی کا حامی ہو، حجاب کا دشمن ہو، اللہ اور اس کے پیارے رسول کا گستاخ ہو۔ لیکن ان لوگوں کے لیے کوئی آزادی نہیں، جو اسلامی نظام، ملک کی خود مختاری اور مغربی قبضے کے خلاف ہو۔ یہ لوگ مجرم ہیں۔ انہیں گرفتار کیا جاتا ہے۔ ان کے گھروں پر چھاپے پڑتے ہیں۔ تشدد ہوتا ہے۔ انہیں جیل بھیج دیا جاتا ہے، تاکہ وہ یہ بات دوبارہ منہ سے نہ نکالیں۔
- کابل حکومت ان اقدامات سے اپنی دین دشمنی اور وحشت کا ایک واضح ثبوت فراہم کرتی ہے۔ کیوں کہ حکومت کی جانب سے طلباء پر سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ وہ اسلامی نظام چاہتے ہیں۔ اس وجہ سے ماضی کی سیکولر حکومتوں نے بھی یہی اقدامات کیے تھے۔ ان کا بھی یہی کام ہے۔
- اب ملک کا ہر باضمیر شہری اسلامی اور شرعی نظام کا طلب گار ہے۔ کیا کابل حکومت ساری قوم سے دشمنی مول لینے کو تیار ہے؟

اب صرف مجاہدین اسلامی نظام کی حاکمیت کی بات نہیں کر رہے، بلکہ افغانستان کے بچے بوڑھے، ہر قبیلے اور علاقے کے افراد، ہر شعبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ سیکولر اور جمہوری نظام سے ببانگ دہل اپنی بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ امریکا کی امداد سے چلنے والی یونی ورسٹیوں میں پڑھنے والے طلباء سب سے زیادہ قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔ مندرجہ بالا نکات کو دیکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ کابل کا غلام ادارہ ان اقدامات سے اپنے دامن پر کفر کی غلامی کا ایک اور داغ لگارہے ہیں۔ عوام کی اسلامی نظام کی خواہش کو تشدد کے ذریعے خاموش نہیں کیا جاسکتا۔ یہ طلباء شہداء کی اولاد ہیں۔ انہیں اچھی طرح علم ہے کہ تین عشروں سے ان کے آباء واجداد نے قربانیاں کس مقصد کے لیے دی ہیں؟ کیوں ان کے پیاروں کو خون میں نہلایا گیا؟ کیوں ان کے گھر اور گاؤں ویران ہیں؟ ان سوالات کے جوابات ڈھونڈنا اور اصل ہدف تک پہنچنا ان طلباء کی خواہش ہے۔ اور اسی خواہش کی تکمیل کے لیے انہوں نے آواز اٹھائی تھی۔ امریکا کی جانب سے بنائے گئے کابل ادارے کہ یہ تمام اقدامات افغان عوام سے دشمنی اور ان کے پست حوصلے کا ایک نمونہ ہیں۔ ان کے اقدامات نوجوان نسل کو مزید اشتعال دینے اور اپنے مطالبات کے لیے سخت اقدام اٹھانے پر مجبور کرتے ہیں۔ لیکن حکومت عوام پر ظلم وستم کی بناپر سابقہ کمیونسٹوں کی طرح شرمندہ ہوگی۔

⊙⊙⊙

آخر دشمن نے اعتراف کر ہی لیا!!

بسانند

حالیہ تبدیلیوں نے ثابت کر دیا ہے کہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین اپنی عسکری قوت کا مظاہرہ کریں تو

کسی سانحے کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ قندوز شہر سے مجاہدین کا جز وقتی خروج ایک حکیمانہ پسپائی ہے۔

مغربی جارحیت پسندوں سے مقبوضہ علاقے چھین سکتے ہیں۔ رواں سال کے عزم آپریشن نے واضح کر دیا کہ اگر مغربی آقا اپنے غلاموں کی سرپرستی سے ہاتھ اٹھالیں تو کابل حکومت مجاہدین کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ طالبان سالوں نہیں، بلکہ چند مہینوں میں کابل انتظامیہ کو خاک چٹا سکتے ہیں۔ یہ باتیں محض دعوی نہیں، بلکہ وہ مسلّم حقیقت ہے، جسے خود جارحیت پسند اور ان کی کٹھ پتلی انتظامیہ بھی کسی سے چھپا نہیں سکی۔ اب جب کہ ان کا اقتدار آخری ہچکیاں لے رہا ہے، اس حقیقت کو چھپانا اور بھی ناممکن ہو گیا ہے۔ حال ہی میں اقوام متحدہ نے اپنے ایک تجزیے میں کہا ہے: "طالبان اب 2001 والی پوزیشن پر لوٹ گئے ہیں۔ اور یہ کہ طالبان اب ایک بار پھر افغانستان میں اسی طرح پھیل گئے ہیں، جیسا وہ امریکا کے آنے سے پہلے تھے۔ مقامی حکام کے مطابق سیکیورٹی مشکلات کے باعث اقوام متحدہ کے ادارے یوناما نے 13 صوبائی مراکز میں سے 4 دفتر مکمل طور پر بند کر دیے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق اقوام متحدہ کے مختلف اداروں سے سکیورٹی حالات کے حوالے سے قندوز کی فتح سے پہلے جمع کی گئی معلومات یہ واضح کرتی ہیں کہ اقوام متحدہ کے حکام نے آدھے افغانستان کو سکیورٹی کے حوالے سے خطرناک قرار دیا ہے۔ یہ خطرہ قندوز کی فتح اور اسی طرح ملک کے دیگر گوشوں میں طالبان کے حملوں اور فتوحات سے اور بھی بڑھ گیا ہے۔ نیویارک ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق اقوام متحدہ یہ معلومات میڈیا سے شیئر نہیں کرنا چاہتا، بلکہ اس کا ارادہ تھا کہ افغانستان میں موجود اتحادی ممالک کے حکام کے ساتھ ان معلومات کے حوالے سے تبادلۂ خیال کیا جائے۔ اخبار نے مزید کہا ہے اقوام متحدہ کی اس رپورٹ میں موجود معلومات امریکی کمانڈر "جون کیمبل" کے اس دعوے کی تردید کرتی ہیں، جو انہوں کانگریس کے سامنے کیا اور کہا کہ 'افغان فوجی پوری بہادری سے طالبان کے خلاف لڑتے ہیں۔ اب بھی حالات ان کے کنٹرول میں ہیں۔ ملک کے تمام صوبائی اور ضلعی مراکز حکومتی فوج کے پاس ہیں۔"

قندوز کی مکمل فتح، تخار، بدخشان، بغلان، سرپل، فاریاب، غزنی اور دیگر اہم ترین صوبوں کے اسٹریٹیجک مقامات پر قبضہ اور وہاں سفید پرچم لہرانا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یہ بڑی عسکری کامیابی ہے، جس نے چودہ سالہ جنگ میں عالمی اندازوں اور تجزیوں کے برخلاف پیش رفت کی ہے۔ اس کی وجہ سے امریکا اور اس کے اتحادی گھبراہٹ کا شکار ہو گئے ہیں۔ چودہ سالہ جنگ کی محنت رایگاں گئی اور ان کی امیدوں پر مایوسی کا سیلاب گزر رہا ہے۔ امریکیوں کی بے رحمانہ بمباری نے عالمی اداروں کے ڈاکٹرز اور ہسپتال کو بھی نہیں بخشا۔ 80 کے قریب ڈاکٹر، اسٹاف، مریض اور ان کے تیمار دار پیوند خاک کر دیے گئے۔ اس سانحے نے قندوز کے شہریوں کو ماتم پر مجبور کر دیا۔ امارت اسلامیہ کی قیادت نے مجاہدین کو حکم دیا کہ قندوز شہر سے نکل کر باہر سے اس پر گرفت مضبوط رکھیں، تاکہ مجاہدین کی وجہ سے عوام کو

جس طرح امارت اسلامیہ نے اپنے ایک اعلامیہ میں واضح کیا کہ ہم نے کچھ جہادی حکمتوں اور عوامی تحفظ کے لیے مرکز سے نکل کر شہر کے اطراف میں مورچے بنائے ہیں۔ یہ خروج مسلمان عوام اور مجاہدین کے ساتھ امارت اسلامیہ کی وہ ہمدردی ہے، جس کی تحسین و تعریف خود جارحیت پسند امریکا اور وائٹ ہاوس نے کی ہے۔ انہوں نے طالبان کے اعلامیے کو سراہا۔ سیاہ فام اوباما کے سفید محل سے کہا گیا ہے کہ امارت اسلامیہ کے اہداف مصالحانہ اور دیگر اقوام کے لیے خیر سگالی پر مبنی ہیں۔ طالبان ہمارے خیالات سے ہٹ کر بہت عمدہ سوچ رکھنے والے افراد ہیں۔ امارت اسلامیہ نے اپنے اعلامیہ میں کہا تھا:

چوں کہ عسکری مصلحت کی بنیاد پر شہر کا دفاع ایک طویل اور مجاہدین و عوام کے بے دریغ جانی نقصان کا باعث بن رہا تھا۔ جس کے لیے اٹھائے جانے والے نقصانات بے فائدہ ہی تھے۔ اس لیے ایسی فضول جنگ کے بدلے شہر کی حفاظت کے لیے اطراف میں مورچے مضبوط کیے ہیں۔ اپنی افرادی و عسکری قوت آئندہ بااثر جنگوں کے لیے محفوظ کر دی ہے۔ اس لیے قیادت نے مجاہدین کو شہر کے چوراہوں، مارکیٹوں اور حکومتی عمارتوں سے قبضہ چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔ ہم پوری دنیا اور مجاہد عوام کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ قندوز کے مجاہدین نے امریکیوں اور ان کے داخلی مزدوروں کو بھرپور فضائی قوت کے باوجود بار بار شہر سے نکال بھگایا اور کئی بار فضائی اڈے تک پسپا کیا۔ اب بھی مجاہدین اللہ تعالی کی نصرت کی بدولت قندوز کو مکمل طور پر اپنے تصرف میں لاسکتے ہیں اور دشمن کو ایک بار پھر پسپا کرسکتے ہیں۔"

قندوز شہر اور حکومتی عمارتوں سے پسپائی صرف اور صرف جہادی مصلحت کی خاطر کی گئی ہے۔ جس میں سب سے بڑا مقصد عوام کو بمباریوں سے تحفظ دلانا ہے۔ ایک طویل بے فائدہ جنگ میں جانی اور عسکری قوت کے ضیاع کی روک تھام کرنا ہے۔ خوش قسمتی سے یہی جارحیت پسند طالبان کو اپنے سابقہ بیانات کے برخلاف ایک قوت قرار دے رہے ہیں اور انہیں دہشت گرد اس لیے نہیں کہہ سکتے کہ انہیں دہشت گرد ثابت نہیں کرسکتے۔ اس بات میں بھی کوئی شک اور تردد نہیں ہے کہ اس قدر قربانیوں اور پریشانیوں کے باوجود بھی طالبان ایک ایسی قوت بن گئے ہیں کہ آج اقوام متحدہ اور امریکا خود اس کا اعتراف کررہے ہیں۔ ماضی کے برخلاف اب ہر آدمی کی یہ امید کئی گنا بڑھ گئی ہے کہ اب وہ وقت دور نہیں، جب ملک پر اسلامی شریعت کا نفاذ ہو گا۔ جارح کفار اقتدار کی گدی سے دور ہو جائیں گے۔ اس امید اور آس پر کہ ایک بار پھر یہ آزُردہ قوم اپنی آرزوؤں کی تکمیل کے لمحات اپنی آنکھوں سے دیکھے گی، لوگ بہت خوش ہیں۔ ان شاء اللہ تعالی

مدرسہ کو پہچانیے

عاکف مہاجر

چند دن قبل بی بی سی نے ایک رپورٹ نشر کی، جس میں مدرسے کو ایک نامناسب صورت میں پیش کیا گیا تھا۔ جس سے لگتا تھا مدرسے کے متعلق ان کی معلومات یا تو ہیں ہی نہیں یا قصداً بری شکل میں پیش کیا جارہا ہے، تاکہ لوگ دینی تعلیم سے دور ہو جائیں۔ مَیں مختصر طور پر مدرسے کا تعارف کراتا ہوں۔ مدرسہ وہ عمارت ہے، جہاں اللہ تعالی کی معجز کتاب قرآن کریم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مدرسہ وہ دینی درس گاہ ہے، جہاں جہالت کی تاریکیوں کے پردے چاک کیے جاتے ہیں۔ مدرسہ اصحاب صفہ کی میراث ہے۔ اگرچہ کمیت اور کیفیت میں فرق ضرور ہوگا، مگر مدارس سے امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام ترمذی، امام مسلم رحمہم اللہ جیسے اصحابِ علم ودانش نکلے ہیں۔ جنہوں نے پوری اسلامی دنیا کو نور بنوت سے منور کردیا۔ مدرسے کی آغوش میں وہ لوگ پلتے ہیں، جو پیغمبر کی وراثت پر فخر کرتے ہیں۔ مدرسے کو امن، اطمینان، دانش اور خوش حالی کے نام سے جانتے ہیں۔

ہمیں ہمارے عظیم پیغمبر نے یہ ہدایت کی ہے: "کن عالما او متعلما او خادما ولا تکن رابعا فتھلک۔" عالم بنو یا متعلم یا ان کا خادم اور محبت کرنے والا بنو۔ ان کے علاوہ چوتھا نہ بنو، ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے۔ لقمان حکیم رحمہ اللہ مدرسے میں تربیت پانے والوں کے بارے میں فرماتے ہیں: یابنی لحوم العلماء سموم من شمھا یمرض ومن اکلھا یموت ولوبعد حین۔" اے بیٹے! علماء کا گوشت زہر ہے، جس نے انہیں سونگھا (یعنی ان کی غیبت کی) وہ مریض ہو جاتا ہے۔ جو انہیں کھاتا ہے، وہ مرجاتا ہے۔ اگرچہ کچھ عرصہ بعد مرے۔ مدرسہ وہ تربیت گاہ ہے، جہاں نوجوانوں کو دین کا دفاع اور اس کی حمایت، غیروں کی جارحیت اور استعمار کی روک تھام کے طریقے سکھائے جاتے ہیں۔ مدرسے کی گود سے نکلے ہوئے نوجوان دین دشمنوں کی ہر طرح کی سازشوں اور منصوبوں کو ناکام بناتے ہیں۔ اس کے خلاف شدید مزاحمت کرتے ہیں۔ مدرسہ ہمیں قرآن کی روشنی میں ناجائز قتل سے منع کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالی کے ارشادات آپ کے سامنے ذکر کروں گا۔ اللہ تعالی کا پاک ارشاد ہے: {ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزائه جهنم خالدا فیها وغضب الله علیه ولعنه واعدله عذابا عظیما} جو شخص کسی مؤمن کو بلا کسی جرم کے قصداً قتل کرتا ہے تو اس کا بدلہ جہنم ہے، جس میں وہ ہمیشہ کے لیے رہے گا۔ اللہ تعالی کی جانب سے اس پر غضب نازل ہوتا ہے۔ اللہ تعالی اس پر لعنت بھیجتا ہے۔ اللہ نے اس کے لیے دردناک عذاب تیار کررکھا ہے۔ ایک اور ارشاد پاک ہے: ''وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا۔'' اور تم زنا کے قریب بھی مت جاؤ، بے شک زنا برا عمل اور برا راستہ ہے۔ اس آیت پر عمل کیا جائے تو فحش کاموں کا راستہ رک جاتا ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ''وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا'' چور مرد اور چور عورت ہاتھ کاٹ دو۔ اس ارشاد پر عمل ہو جائے تو پوری روئے زمین سے چوری کا خاتمہ ہوجائے گا۔

اسلام کے تحفظ میں مدرسے کا کردار بہت بڑا ہے۔ مدرسہ اسلامی معاشرے، دینی حرمت اور اقدار کے تحفظ کا مرکز ہے۔ ہماری خوش حالی اور سعادت مدارس کے ساتھ محبت اور تعاون میں ہے، نہ کہ ان سے دشمنی کرنے اور انہیں دہشت گردی کا نام دینے میں ہے۔ اس لیے مدارس کی خوش حالی کی فکر کرنی چاہیے نہ کہ ان کی بربادی کی۔

افغان عوام بھاگنے پر مجبور کیوں؟

عبید تنویر

رواں سال لاکھوں افغان شہری، جن میں سے اکثریت نوجوان اور تعلیم یافتہ طبقے کی ہے، افغانستان سے نقل مکانی کر کے مغربی اور یورپی ممالک میں پناہ لینے کے لیے وہاں پہنچ گئے ہیں۔ کچھ ابھی راستے میں اور لاکھوں افغانستان سے نقل مکانی کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ کابل کی منتشر انتظامیہ نے خصوصا جرمنی سے مطالبہ کیا ہے کہ نقل مکانی کرنے والے افغان شہریوں کو واپس افغانستان بھیجا جائے۔ کیوں کہ بقول ان کے ملک کی تعمیر نو میں ان لوگوں کے کردار کی اشد ضرورت ہے۔

بلا شک وشبہ افغان شہریوں کی بیرونی ممالک کی طرف نقل مکانی اور وہاں پناہ لینے کا رجحان اب اور بھی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ روزانہ کی بنیاد پر کئی افغان شہری شدید آزمائشوں اور مشکلات کے بعد یورپی ممالک میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ بات انتہائی قابل افسوس اور قابل تشویش ہے۔ کیوں کہ اکثر افغان شہری وہاں پناہ لینے کے لیے ان کے حکام کے سامنے جن دلائل یا وجوہات کا ذکر کرتے ہیں، وہ اسلامی اقدار اور افغانی روایات و اقدار کے بالکل خلاف ہیں۔ بہ حیثیت مسلمان اور افغان شہری، یہ کسی حالت میں بھی مناسب نہیں کہ غربت یا سیاسی تحفظات کو پناہ کے لیے ڈھال بنا کر اسلامی عقیدے سے روگردانی کی جائے۔ یہاں سب سے اہم بات یہ ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں افغان شہری فرار پر کیوں مجبور ہیں۔ مہینوں مہینوں سفر کی مشکلات برداشت کرتے ہیں۔ جب تک وہاں رہنے کا اجازت نامہ ملے، زندگی کے انتہائی تلخ ایام گذارنا پڑتے ہیں۔ اس کی وجہ سب کے سامنے واضح ہے۔ اس میں بنیادی کردار کابل کی کرپٹ اور نااہل انتظامیہ کا ہے۔ گذشتہ 14 سالوں سے کئی ٹریلین ڈالر صرف اور صرف تعمیر نو، آبادکاری اور استحکام کے لیے افغانستان لائے گئے۔ بجائے اس کے کہ وہ متعلقہ مصارف میں خرچ کیے جاتے۔ افغانوں کی بنیادی ضروریات زندگی کا انتظام کیا جائے، چور اور لٹیرے حکمرانوں نے وہ سب لوٹ لیے اور واپس بیرون ملک بینک اکاؤنٹس میں جمع کرادیے۔

کابل انتظامیہ کے سینئر رکن ڈاکٹر عبداللہ عبداللہ یورپ کے ساتھ نقل مکانی کرنے والے افغانوں کی واپسی کے معاہدے کر رہے ہیں۔ ان کی واپسی کو ملک کی آبادکاری کے لیے ضروری قرار دے رہے ہیں۔ انہیں یہ بات پہلے ہی سوچ لینی چاہیے تھی۔ ترکِ وطن کرنے والوں کے لیے روزگار اور معاشی مصروفیات پیدا کرتے۔ ان کے حقوق کی ضمانت دیتے۔ ایسے حالات پیدا نہ ہونے دیتے، جن سے اس قدر بڑے پیمانے پر لوگ افغانستان چھوڑ کر جارہے ہیں۔ اب جب کہ افغانوں نے اپنا سارا اثاثہ اور سب کچھ یورپ میں پناہ لینے کے لیے راستے کے اسمگلروں کے حوالے کر دیا ہے۔ دوسری طرف کابل انتظامیہ ان کی واپسی کے بعد بھی انہیں روزگار نہ دے سکی تو اس صورتِ حال میں نقل مکانی کرنے والے کیوں کر واپس آئیں گے؟! انہیں معلوم ہے کہ آج یا کل غدار اور خائن انتظامیہ کا بستر گول ہونے والا ہے۔ اب یہ لوگ خود بھی امریکا یا کسی اور مغربی ملک کے کسی ہوٹل میں ملازمت کی تلاش میں دوڑتے پھریں گے۔

◆◆◆

مسجد اقصی میں اسرائیل کے مظالم

سید شریف

گزشتہ دو ماہ سے صہیونی فوج مسلمانوں کے قبلہ اول مسجد اقصی پر مسلسل حملے کر رہی ہے۔ مسجد میں نمازیوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ انہیں بلاوجہ حراست میں لیا جاتا ہے۔ رپورٹوں کے مطابق ماہ ستمبر میں اسرائیلی فوجیوں نے مسجد اقصی میں گھس کر نہ صرف مسجد کی بے حرمتی کی، بلکہ نمازیوں پر تشدد کیا، مسجد کا ایک دروازہ اور 32 کھڑکیاں توڑ دیں اور قالین کو بھی نذرِ آتش کر دیا۔

مسجد اقصی پر گزشتہ ساٹھ برس سے اسرائیل کا قبضہ ہے۔ کئی بار اسرائیلی فوجیوں نے مسجد پر حملے بھی کر کے اسے نقصان پہنچایا ہے۔ رپورٹس کے مطابق مسجد اقصی کو یہودی فوجیوں کی جانب سے سب سے زیادہ نقصان 1969ء میں پہنچا۔ اس حملے میں مسجد کو نذرِ آتش کیا گیا اور فاتح بیت المقدس صلاح الدین ایوبی کی جانب سے مسجد اقصی میں بنائے گئے منبر کو جلا کر راکھ کر دیا۔ مبصرین نے ماہ ستمبر میں مسجد اقصی پر کیے جانے والے صہیونی حملے کو گزشتہ 35 برسوں میں کیا جانے والا سب سے بڑا حملہ قرار دیا ہے۔ افسوس کا مقام ہے مسلم ممالک نے اس الم ناک واقعے پر اب تک کوئی ردِ عمل ظاہر نہیں کیا ہے۔ مسلمانوں کے قبلہ اول پر قابض فوجیوں کا حملہ انسانی حقوق اور بین الاقوامی قوانین کی رُو سے بھی سنگین جرم ہے۔ بیت المقدس اور مسجد اقصی پر اسرائیل کا قبضہ کسی صورت بھی مسلمانوں کے لیے قابل برداشت نہیں ہے۔ اسلامی ممالک کے حکمرانوں اور مسلمانوں کو چاہیے کہ قبلہ اول کے دفاع کو اپنی اولین ترجیح بنا کر اس کے دفاع کی تگ و دو کریں۔ تمام ممکنہ اقدامات کو بروئے کار لا کر مسجد اقصی کو یہودیوں سے چھڑانے میں اہم کردار ادا کریں، تاکہ وہاں کے مسلمان پُرسکون ماحول میں آزادانہ طور پر پانچ وقت کی نماز ادا کر سکیں۔

◆◆◆

ملک کی تقسیم استعمار کی آخری خواہش ہے

خبیر احمد مجاہد

امریکا کے سابق صدر جارج بش کے نائب اور افغانستان و عراق کے لاکھوں مظلوم مسلمانوں کے قاتل "ڈک چینی" نے فاکس نیوز سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے:

"عراق کی جنگ امریکا کے لیے اہم تھی۔ کیوں کہ دنیا سے صدام حسین کا خاتمہ ضروری تھا۔"

عراق پر امریکی جارحیت کے شروع دن سے آج تک کتنے ہی عراقی قتل ہوئے، زخمی ہوئے اور تشدد کا نشانہ بنے ہیں۔ اب عراق کو تقسیم کرنے پر زور دیا جا رہا ہے تو ڈک چینی نے کہا: "ان تمام نقصانات پر انہیں کوئی دکھ نہیں ہوا۔ کیوں کہ ایک خود مختار اور مستقل ملک کا خاتمہ، تیل کے ذخائر پر امریکا کا قبضہ کرنا اور عراق کی برادر اقوام کے درمیان نفرت اور تعصب کو ابھارنا ان کے لیے ضروری تھا۔ جس میں امریکا کامیاب رہا۔ اب عراقی عوام کے جتنے نقصانات ہو رہے ہیں، امریکا، بش اور ڈک چینی کی نظر میں اُن کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔"

امریکا نے یہ شیطانی کھیل افغانستان میں جارحیت کے فوراً بعد شروع کیا تھا۔ امارت اسلامیہ کی عوام دوست حکومت میں نافذ شرعی قوانین اور مثالی امن و انصاف کا خاتمہ کر کے لاکھوں نہتے عوام کا خون بہایا گیا۔ اب یہ سازشیں عروج پر ہیں کہ کسی طریقے سے برادر اقوام میں لسانی تعصب کو ہوا دے کر ملک کو تقسیم کرنے کی راہ ہموار کر سکے۔ امریکا نے مخلوط حکومت کی آڑ میں اِن مجرموں کو صدارتی محل میں بٹھایا، جنہوں نے اپنی تمام زندگی اسلامی اقدار اور ملی روایات کے خلاف سازشوں میں گزاری ہے۔ امریکا نے اس کام کے لیے اُنہیں خوب استعمال کیا ہے۔ انہوں نے امریکی افواج کے لیے جاسوس کا کردار بھی ادا کیا۔ حتیٰ کہ ایک ملین ڈالر کے بدلے ملک کو نیلام کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ ان بے ضمیر حکمرانوں کی موجودگی میں امریکا ضرور برادر اقوام کے درمیان محبت کا رشتہ ختم کر کے لسانی تعصب کو ہوا دینے کی سازش کرے گا۔ ملی وحدت کا خاتمہ کر کے پشتون، تاجک، ازبک، ترکمن اور دیگر اقوام کے درمیان قومیت کا بدبودار نعرہ پیدا کرے گا۔

ان کی شناخت مٹانے کے لیے شناختی کارڈ میں افغان اور اسلام کے الفاظ لکھنے یا نہ لکھنے کا چرچا عام کیا گیا ہے۔ اس کے پیچھے بھی استعماری قوتوں کی سازش کار فرما ہے۔ ملک پر جارحیت کا ارتکاب کیا گیا۔ چودہ برس سے ملک کی خود مختاری کو پامال کر رکھا ہے۔ آخر سیکورٹی معاہدے کے نام پر ملک کو اپنے پاس گروی رکھ لیا۔ شناختی کارڈ میں اسلام اور افغان کے الفاظ کی آڑ میں قوم کی وحدت کا شیرازہ بکھیرنے کی سازشیں تیار کی گئی ہے۔ لفظ 'افغان' نکالنے کی سازش کریں گے یا 'اسلام' کا لفظ نکالنے کی کوشش کریں گے۔ ان دونوں میں سے کسی بھی لفظ کو نکالنے سے امریکا اور دیگر اسلام دشمن قوتوں کو فائدہ ہو گا۔ یہ کام کابل کے بے ضمیر حکمرانوں کے ذریعے انجام دیا جائے گا۔

ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے افغان قوم کو اسلام اور افغان دشمن قوتوں اور غداروں سے نجات فراہم کرے گا اور ایک مکمل اسلامی نظام کے نفاذ سے ملک امن کو گہوارہ بنائے گا۔

★ ★ ★

نیٹو کا آپریشن سے انکار؟

شکور شفق

جب امارت اسلامی کے مجاہدین نے حالیہ دنوں ملک کے شمالی علاقوں پر تباہ کن حملے کیے۔ کٹھ پتلی حکومت کے اہل کاروں سے قندوز شہر سمیت تخار، بدخشان، سرپل، بغلان، بلخ، فاریاب اور فراہ جیسے محفوظ صوبوں میں متعدد اضلاع چھین لیے۔ جس کے نتیجے میں بڑی تعداد میں فوجی وسائل اور ہلکے و بھاری ہتھیار بھی مجاہدین کو غنیمت میں ملے۔ جس کے جواب میں قصرِ سفید کے سیاہ فام لیڈر بارک اوباما نے اپنے فوجیوں کے قیام میں مزید توسیع کا اعلان کیا اور 2014ء تک افغانستان میں اپنے فوجیوں کے قیام کے وعدے سے مکر گئے۔ اس کے ساتھ نیٹو کے کچھ غلام ممالک نے بھی اس فیصلے کی تائید کی اور اپنے فوجیوں کے مزید قیام کی یقین دہانی کروائی، لیکن اس مرتبہ جس متوقع اتحاد کی توقع کی جا رہی تھی، معاملہ اس کے بر عکس نکلا۔ نیٹو کے وہ تمام ممالک جنہوں نے 2001ء میں امریکی جارحیت میں ساتھ دیا تھا، اس مرتبہ وہ نظر نہیں آئے۔ صرف گنتی کے چند ممالک رہ گئے ہیں۔ انہوں نے بھی کچھ مدت تک ساتھ دینے عہد کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے امریکا 2016ء تک میدانِ جنگ میں اکیلا نظر آئے گا۔ نیٹو کے بقیہ اتحادی ممالک امریکا کے کشکول میں مزید کچھ نہیں ڈالیں گے۔ نیٹو سربراہ نے اچانک اعلان کیا کہ اس معاہدے کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ افغان جنگ میں ہم دوبارہ شامل ہوں گے۔ سیکرٹری جنرل نیٹو Jens Stoltenberg نے سپین میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ”اس معاہدے سے افغانستان میں ایک نیا جنگی مشن شروع نہیں ہوگا، بلکہ اس سے ہم کابل ادارے کی مدد کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ گنتی کے چند فوجی ٹرینروں کے قیام میں توسیع کابل کے لیے ہماری ایک بیش قیمت امداد ہے۔ ہم صرف افغان فوج کو ٹریننگ اور جنگ کے دوران مشورے دیتے ہیں۔ جب کہ طالبان کے خلاف کسی آپریشن کا حصہ نہیں بنیں گے۔

2015ء میں امارت کی جانب سے جاری کردہ 'عزم آپریشن' کے بعد ساری دنیا نے کٹھ پتلی حکومت کے مضبوط فوجی مراکز اور تنصیبات کا حشر دیکھ لیا ہے کہ کس طرح طالبان نے انہیں نیست و نابود کر دیا۔ جارحیت پسندوں کی کوششوں سے تربیت پانے والی ڈالر خور فوج پر کروڑوں ڈالر کے اخراجات بھی خاک کی نذر ہو گئے۔ ان کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں۔ مجاہدین نے ثابت کیا کہ غیر ملکی افواج جتنی بھی تمہاری تربیت کے لیے زور لگالیں، آخری فتح بہر حال مجاہدین ہی کی ہے۔ ان کے اخراجات انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچائیں گے۔ ہم نے دیکھا کہ اس سے قبل روس اور انگریز نے بھی اس قسم کے تجربات کیے۔ اسی طرح حیلے بہانے بناتے رہے، بالآخر شرم ناک اور رسوا کن شکست کے ساتھ اس ملک سے بھاگ گئے۔ آج تاریخ کے اوراق میں ان ممالک کی پیشانی پر شکست و رسوائی کا نام نشان ثبت ہے۔ اس طرح کی پیش گوئی امریکا کے بارے میں بھی کی جاتی ہے کہ ان شاء اللہ سابق جارحیت پسند ممالک کی تاریخ امریکا کے بارے میں بھی دہرائی جائے گی۔

نیٹو نے کابل کے غلام ادارے کے ساتھ اپنے معاہدوں کی رُو سے جنگی مشن میں حصہ لینا ترک کر دیا ہے۔ شاید انہیں اس حقیقت کا ادراک ہو گیا ہے کہ آخری فتح مجاہدین اور افغان عوام کی ہے۔ افغان فوج پر جتنا بھی اعتماد کیا جائے یا ان کے لیے اپنے فوجیوں کی قربانی دیں، اس کے خاطر خواہ نتائج بر آمد نہیں ہوں گے۔ ہندوکش، سپین غر، تورغر، کوہِ سلیمان اور کوہِ ہمالیہ کے شاہینوں نے اس ملک کی آزادی اور خود مختاری کے لیے جن پہاڑوں اور میدانوں کے چکر کاٹے ہیں، اس سرزمین پر اپنا لہو بہایا ہے، آخر میں اس سرزمین کے وارث یہی لوگ ہوں گے۔ غیر ملکیوں کو یہاں پاؤں رکھنے کی جگہ بھی نہیں ملے گی۔ یہی وجہ تھی انہوں نے ایسا فیصلہ کیا، جس سے نہ کابل کے غلام خوشی محسوس کریں اور نہ ان کے جارح ہاتھ ان کے سر سے ہمیشہ کے لیے ہٹیں گے۔ سیاسی تجزیہ کاروں کا کہنا ہے ”نیٹو ایک طرف امریکا کے دباؤ کا شکار ہے اور خوف کی وجہ سے یہ فیصلہ نہیں کر پاتا کہ افغانستان میں اپنا مشن ایک دم ختم کرنے کا اعلان کرے اور افغانستان سے فرار ہو جائے۔ دوسری جانب دوسرے یورپی ممالک بھی اس بے فائدہ جنگ کے اخراجات اور فوجی جانوں کے ضیاع کو برداشت کی اجازت نہیں دیتے۔ اسی لیے مجبوراً اس طرح نامکمل فیصلے کو اپنی نجات کا راستہ سمجھا گیا ہے۔ افغان مجاہد عوام نے ملک کی آزادی اور خود مختاری کی خاطر آگ و خون کے کئی دریا عبور کیے ہیں۔ وہ اب آزادی کے ساحل پر پہنچ گئے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے قوی امید ہے 14 سال سے ملک پر جارحیت کرنے والی قوتیں شکست کے دہانے پر کھڑی ہیں۔ وہ دن قریب ہیں، جب افغان عوام اپنی فتح پر خوشیاں مناتے ہوئے خون خوار صلیبیوں کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

قاتلو!

ظالموں پر نہ افسوس کوئی کرے..
قاتلوں پر نہ آہیں کوئی بھی بھرے...
ان کو مٹی کا پیوند رب نے کیا..
جو ہو مؤمن، اُنہیں آج پرسہ نہ دے...
قاتلو!
ہاں تمہی ہو ناوہ..
جس نے برسوں تلک!
میرے بغداد اور اس کے اطراف میں..
میری مظلوم امت کے اِک دو نہیں..
پورے دس لاکھ بچوں کا مُثلہ کیا..
ماؤں کی جھولیوں سے انہیں کھینچ کر..
بھوک اور مرض کے جال میں بھینچ کر..
کُند چھریوں سے ان کو ذبح کیا..
کافرو! پھر تمہی ہو ناوہ..
جس نے تیمور و کشمیر و شیشان میں..
جس نے فلپین و صومال و سوڈان میں..
میرے ایک ایک قاتل کو پرسہ دیا..
نیل کے ساحلوں سے ملایا تلک...
ردِ اسلام کی جو بھی سازش ہوئی..
سرپرستی تمہاری ہی اس میں رہی..
اور کسی نے نہیں!
میری اقصیٰ کو تاراج تم نے کیا..
میرے کعبے کو گھیرے میں تم نے لیا..
وہ جزیرہ عرب کا، جہاں پر کبھی..
اترا کرتے تھے جبریل لے کر وحی..
اس کی حرمت کو پامال تم نے کیا..
سرزمین حرم وہ دیارِ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)..
جس سے لشکر نکلتے تھے اسلام کے..
اپنے ناپاک قدموں سے روندا اُسے..
اُس کے پانی پہ خشکی پہ قبضہ کیا..
پوری امت کو نرغے میں ایسے لیا..
اُس کے اڈوں سے اُڑ اُڑ کے چاروں طرف..
تم نے نیپام بم اور ڈیزی کٹر..
ہم پہ برسائے دن رات شام و سحر..
ہم پہ یورینیم کی جو بارش ہوئی..
تمہارے ہی دست ستم سے گری..
یہ تمہی تھے کہ جن کی ہوس کی نظر..
کتنی معصوم کلیوں کے دامن ہوئے..
کتنے سجدہ کناں تھے کہ جن کے بدن..
آن کی آن میں چیتھڑے بن گئے..
یہ تمہارا ستم در ستم دیکھ کر........
چیخنے تک کی نہ تھی اجازت مگر..
پھر بھی چپ سادھ کر..
ہم سسکتے بلکتے تڑپتے رہے..
ہاتھ پر ہاتھ رکھے یونہی بے سبب..
آسمانی مدد کو ترستے رہے..
خود پہ ہنستے رہے..
ذلتوں کا یہ زہر آب پیتے رہے..
روز مرتے رہے روز جیتے رہے..
اب مگر قاتلو! انتہا ہوگئی..
امن کی لوریاں سن چکے ہم بہت..
وہ کہانی گئی وہ فسانہ گیا.. ہر بہانہ گیا..
ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے یونہی بے سبب..
آسماں دیکھنے کا زمانہ گیا..
وَاَعِدُّو لَھُم کی سناں تھام کر..
تُرھِبُونَ بِہٖ کا عَلم گاڑ کر..
دامن ہندوکُش میں وہ برسوں تلک..
ہم نے الحمد سے لے کے والناس تک..
جو بھی کچھ ہے پڑھا وہ بھلایا نہیں..
ہم پہ روئیں ہماری ہی مائیں سدا..
ہم نے تم کو اگر خوں رُلایا نہیں..
روند کر اہل ایمان کی بستیاں..
کیسی جنت بسانے کے خوابوں میں ہو..
یہ تو ممکن نہیں عیش سے تم رہو..
اور ملت ہماری عذابوں میں ہو.
منتظر اب رہو، ہاتھی والو!...
ذرا آسمانوں سے لکھے نوشتے پڑھو..
بڑھ رہے ہیں تمہارے قلعوں کی طرف..
موت کے کچھ بگولے کچھ آتش فشاں..
جرأتوں کے دھنی عظمتوں کے نشاں..
کچھ ابابیل ایسے شہیدی جواں..
لو، تباہی کا اپنی تماشہ کرو..
عمر باقی ہے جو زخم دھوتے رہو..
خود پہ روتے رہو..
ظالموں پر نہ افسوس کوئی کرے..
قاتلوں پر نہ آہیں کوئی بھی بھرے..
ان کو مٹی کا پیوند رب نے کیا..
جو ہو مؤمن، اُنہیں آج پرسہ نہ دے...

رواں جہاد

کامیابی کی شاہراہ پر

حبیب مجاہد

ہر تحریک کو بقا اور ہدف تک پہنچنے کے سفر میں مختلف مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ افغانستان میں عالمِ کفر کے خلاف 14 سالہ جہاد بھی انہی مراحل سے گزر رہا ہے۔ یہ جہادی جدوجہد مغربی جارحیت کے ابتدائی ایام میں کم اور محدود شکل میں شروع کی گئی۔ اس کا پہلا مرحلہ جہاد کی بقا اور مجاہدین کو متحد کرنے کی کوشش تھی۔ نہایت ہی نامساعد حالات میں مجاہدین کی قلیل تعداد رات کی تاریکیوں میں گھر گھر جا کر جہاد کی دعوت دیتے اور علاقوں کی سطح پر رائے عامہ ہموار کرنے کے علاوہ محدود کارروائیوں سے جہادی بہاروں کو قائم رکھتے۔ بعد ازاں جہادی کارروائیاں اعلانیہ ہونے لگیں۔ رات کی تاریکی سے مجاہدین دن کے اجالے میں نکل آئے۔ اس سے قبل مجاہدین صرف بارودی سرنگوں کی کارروائیوں پر اکتفا کرتے تھے۔ کیوں کہ براہِ راست لڑائی کی صورت میں زخمی مجاہدین کے علاج معالجے کا کوئی بندوبست نہیں تھا۔ دشمن کی کمزور چوکیوں اور مراکز پر اقدامی کارروائیوں کے آغاز سے جہادی تحریک نے ایک نئی صورت اختیار کرلی۔

گزشتہ چودہ سالوں کے جہادی سفر کا ایک اہم مرحلہ افغانستان کے دیہاتوں علاقوں پر طالبان کا قبضہ ہے، جس میں کئی سال لگے۔ امریکا اور اس کی داخلی کٹھ پتلیوں نے مل کر بہت سے آپریشنز، چھاپے، بمباریاں، ڈرون حملے، قومی ملیشیائی فتنے کی بنیاد سمیت مختلف حربے آزمائے، تاکہ طالبان کو ان علاقوں سے نکال دیا جائے۔ ہر مرتبہ ناکامی ان کا مقدر بنتی اور طالبان ان دیہی علاقوں سے ملک کے کونے کونے، یہاں تک کہ دارالحکومت کابل تک پہنچ گئے۔ اس مرحلے کی تکمیل کے بعد افغانستان کے زیادہ تر رقبے پر طالبان کا سکہ چلنے لگا ہے۔ اب دشمن شہر اور دارالحکومت میں موجود انتظامی مراکز، فوجی ٹریننگ سینٹرز کے دفاع کی فکر میں ہے۔ رواں سال عزم آپریشن کے نتیجے میں جہاد ایک نئے مرحلے میں داخل ہو گیا ہے۔ وہ یہ کہ مجاہدین نے صوبوں کے مختلف اضلاع پر قبضہ کرنا شروع کیا ہے۔ دور دراز وسیع علاقوں سے دشمن کا صفایا ہو چکا ہے۔

اس سے قبل جب مجاہدین دشمن کی ایک چوکی پر بھی قبضہ کرتے تو دشمن خاص طور پر غیر ملکی جارحیت پسند اسے اپنے لیے ایک توہین سمجھتے تھے۔ وہ پوری قوت سے مقبوضہ علاقوں پر دوبارہ فوج کشی کرتے، تاکہ اُسے مجاہدین سے چھڑا لیا جائے۔ لیکن عزم آپریشن کی ایک اہم کامیابی یہ ہے کہ مسلسل فتوحات کے سبب دشمن اضلاع میں اپنی شکست کو معمول کے طور پر قبول کرنے لگا ہے۔ اب ہر ہفتے کئی اضلاع مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہوتے ہیں۔ جن میں سے اکثر ضلعوں سے دشمن مکمل طور پر نکل گیا ہے۔ مجاہدین سے اپنے مراکز کے دفاع میں ناکامی کے سبب دشمن مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہونے والے اضلاع کے مراکز اس ضلع سے باہر منتقل کر دیتا ہے۔ مثلاً: غزنی میں مجاہدین نے چار وسیع علاقے مکمل طور پر فتح کر لیے، لیکن کابل ادارے نے ان مفتوحہ علاقوں کے نام سے ضلعی مراکز غزنی شہر میں برائے نام قائم کیے ہوئے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل مجاہدین نے صوبہ لوگر کا ضلع خروار فتح کیا تو دشمن نے اعلان کیا کہ ہم نے اس ضلع کا مرکزی ہیڈ کوارٹر ضلع سرخ کے خواجہ انگور علاقے میں منتقل کر لیا ہے۔ کابل حکومت نے فراہ، بدخشان اور ہلمند میں کئی اضلاع میں شکست کے بعد اسی ردِ عمل کا اظہار کیا تھا۔ یعنی اضلاع کے مراکز صوبائی مرکز میں کام کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے اگر مجاہدین کسی ضلع کے بعد ایک صوبہ فتح کریں تو کٹھ پتلی حکومت اسی صوبے کے مرکز کو کابل منتقل کریں گے۔ دشمن کا یہ مضحکہ خیز اقدام ان کی مکمل ناکامی اور زوال کی داستان سنا رہا

ہے۔ اگر امریکی جارحیت کے خلاف رواں جہادی مرحلے کی انفرادی خصوصیات کو چند جملوں میں بیان کیا جائے تو وہ درج ذیل ہیں:

- نئے جہادی مرحلے میں بڑی حد تک مجاہدین نے مختلف اضلاع کے مراکز کو اپنا ہدف بنایا ہے۔ اب تک درجنوں اضلاع فتح ہو چکے ہیں۔ اضلاع کے مراکز پر قبضہ اس جہادی مرحلے کی سب سے بڑی اور انفرادی خصوصیت ہے۔ فتح ہونے والے مراکز میں سے اکثر طالبان کے قبضے میں ہیں، جس سے مجاہدین کے زیر قبضہ علاقوں اور مجاہدین کی آمد و رفت کے علاقوں میں اضافہ ہوا ہے۔
- اضلاع کی فتوحات کا سلسلہ پورے افغانستان میں یکساں طور پر جاری ہے۔ بدخشان سے ہرات، ہلمند، غزنی، پکتیکا اور قندوز تک تمام علاقوں میں ایک ہی طرح کی کارروائیاں جاری ہیں۔
- رواں سال عزم آپریشن کے سلسلے میں شہروں کے نواحی علاقوں میں دشمن ملیشیا، پولیس اور فوجی مراکز کے طور پر ان کی آخری امید بھی دم توڑتی نظر آرہی ہے۔ کیوں کہ قندوز کی طرح باغی ملیشیا کے مضبوط مراکز مکمل طور پر دشمن کے وجود سے پاک ہو گئے ہیں۔
- رواں سال کے آپریشن میں مجاہدین نے نہ صرف دشمن کے مراکز فتح کرنے کے علاوہ ان کے اہل کاروں کی جنگی قوت میں بھی خاصہ رخنہ پیدا کیا ہے۔ ان فتوحات کی وجہ سے دشمن باہمی اختلافات کا شکار ہوا۔ یہی وجہ ہے اب بڑے پیمانے پر ایک دوسرے پر "ستون پنجم" کا الزام لگاتے ہیں۔ دشمن کے اہل کار اپنے رہنماؤں پر عدم اعتماد کا شکار ہوئے ہیں اور مجاہدین کے سامنے سرنڈر ہونا شروع ہوئے ہیں۔
- مجاہدین ہلکے اور بھاری ہتھیاروں کے ذخیروں کی غنیمت کے بعد پہلی مرتبہ اسلحے کے میدان میں خود کفیل ہو گئے ہیں۔ مجاہدین اب سیکڑوں بکتر بند گاڑیوں، فوجی ٹینکوں، رینجر گاڑیوں اور بھاری توپوں سمیت بڑی تعداد میں جنگی وسائل کے مالک ہیں۔
- اضلاع کی فتح کے ساتھ مجاہدین نے اہم شاہراہوں کا کنٹرول حاصل کرنے کی طرف بھی خاص توجہ دی ہے۔ اس سلسلے میں افغانستان کی سب سے بڑی شاہراہ کے زیادہ تر حصے بغلان، فاریاب، بادغیس، فراہ، زابل، غزنی اور میدان وردگ کے علاقوں میں کئی مرتبہ بند کر دیئے تھے۔ اب بھی جس وقت چاہیں، دشمن کے لیے بند کر سکتے ہیں۔
- اضلاع کی فتوحات سمیت مجاہدین نے صوبائی مراکز میں بھی دشمن کے دانت کھٹے کیے ہیں۔ مجاہدین نے قندوز کا صوبائی مرکز عملی طور پر فتح کیا، مگر فوجی اور جنگی منصوبے کے تحت مجاہدین نے شہر چھوڑ دیا۔ اس کے ساتھ صوبہ روزگان، فاریاب، غزنی، میدان وردگ، سرپل، بغلان اور کئی دوسرے صوبوں کے مراکز اس وقت طالبان کی دسترس میں ہیں۔ ہلمند میں باباجی اور مارجہ کی فتوحات کے بعد مجاہدین لشکر گاہ سے چند کلو میٹر کے فاصلے پر ہیں۔
- قندوز اور دوسرے اضلاع کی فتح کے بعد مجاہدین کے مثبت رویے نے لوگوں کے دلوں میں مجاہدین کی محبت میں اضافہ کیا۔ مجاہدین نے مفتوحہ علاقوں میں ایسے شرعی اخلاق کا مظاہرہ کیا، جس نے لوگوں کو اسلام کے زریں دور کی یاد دلا دی۔ ان فتوحات میں عوامی املاک کو بالکل نقصان نہیں پہنچایا گیا۔ لوٹ مار، چوری، ڈکیتی یا ظلم و ستم کا کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا۔ یہ تمام وہ عوامل تھے، جو مجاہدین کی ملکی اور بین الاقوامی سطح پر نیک نامی کی وجہ بنے۔

بہ ہر حال جہادی کارروائیوں کا یہ نیا مرحلہ نہایت ہی اہم اور تباہ کن ہے، جو جہادی تحریک کے عروج اور دشمن کے زوال کی داستان سنا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بہ دعا ہیں کہ ربِ کریم اس مبارک تحریک کو اسلامی شریعت کے نفاذ کا ذریعہ بنائے۔

◆ ◆ ◆

TwitterBackgrounds.Org

شہید ملا عبدالسلام مجروح

حیاتِ عارضی سے حیاتِ جاوداں تک

عبدالرؤف حکمت

پیدائش اور ابتدائی زندگی:

ملا عبدالسلام اخند نے افغان کیلنڈر کے مطابق 1345ش کو ہلمند کے ضلع نوزاد کے علاقے تیزنی کے ''گل بینہ'' نامی گاؤں میں آنکھ کھولی۔ آپ کے والد محترم کا نام حاجی شکر آغا ہے۔ آپ کا تعلق پشتون قبیلے کی ذیلی شاخ نورزئی سے تھا۔ دس سال کی عمر میں قریبی مدرسے میں دینی تعلیم کا آغاز کیا۔ پہلے ضلع نوزاد میں کچھ عرصہ پڑھتے رہے، بعد ازاں موسیٰ قلعہ تشریف لے گئے۔ آپ کے لڑکپن میں ہی افغانستان میں کمیونسٹ حکومت کا تسلط ہو گیا تھا۔ افغانوں نے جہادی تحریک کا آغاز کیا۔ کمیونسٹ جارحیت پسندوں نے شہری اور دیہی علاقوں پر حملے اور بمباریاں شروع کیں، جس کے ساتھ ہی ملک سے لوگوں کی ہجرت کا آغاز ہو گیا۔ مہاجرین کے اس قافلے میں ملا عبدالسلام بھی شامل تھے۔

ہجرت اور کمیونزم کی مخالفت:

ملا عبدالسلام نے نوجوانی کے ابتدائی ایام میں اپنے وطن کو خیرباد کہا تھا۔ وہ قندھار کے ضلع ارغنداب میں پہلی مرتبہ ملا عبدالغنی کے جہادی قافلے میں شامل ہوئے۔ انہی دنوں وہ پاکستان کی طرف ہجرت کر گئے، لیکن کچھ عرصہ بعد واپس آکر کئی سالوں تک قندھار اور ہلمند کے مختلف علاقوں میں جہادی عمل کا حصہ رہے۔ انہوں نے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رکھا، قندھار اور ہلمند کے مختلف علاقوں سمیت پاکستان کے ضلع کوئٹہ، چمن، گردی جنگل، پنج پائی اور مختلف علاقوں کے دینی مدارس میں درجہ خامسہ تک دینی تعلیم حاصل کی۔ تعلیمی مرحلے کے دوران آپ کئی مرتبہ جہادی فریضے کی ادائیگی کے لیے قندھار تشریف لے جاتے۔ آپ نے پنجوائی، ژڑئی، ڈنڈ اور ارغنداب سمیت کئی اضلاع کے معرکوں میں حصہ لیا۔

انہوں نے قندھار کے علاوہ مختصر مدت کے لیے روزگان، فراہ اور غور صوبوں میں بھی جہادی خدمات انجام دی ہیں۔ جہادی تربیت کا دورہ مکمل کرنے بعد آپ کو ہر قسم کے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں میں کمال مہارت حاصل تھی۔ آپ ضلع سنگین کی فتح اور قلعہ گز اور گرشک کے معرکوں میں بھی شریک رہے۔ ہلمند میں آپ سب سے پہلے مولوی عطاء محمد کے گروپ میں تھے، لیکن بعد میں ملا محمد نسیم اخندزادہ نے آپ کی رہنمائی میں ایک علیحدہ گروپ تشکیل دیا۔ ہلمند کی جہادی تاریخ میں ایک سیاہ باب جہادی گروپوں کی باہمی لڑائی تھی۔ ان جنگوں کا مرکز ہلمند کے شمالی علاقے تھے، جہاں حزب، حرکت اور جمعیت کے رہنماؤں کے درمیان اختلافات اور جھڑپیں ہوئیں، جو طالبان کی اسلامی تحریک کی تاسیس تک جاری رہیں۔ ان میں بڑی تعداد میں جنگجو اور عام شہری زندگی کی بازی ہار گئے۔ جب یہ تنظیمی جنگیں شروع ہوئیں تو ملا عبدالسلام نے اس فتنے سے بچنے کے لیے اپنے آبائی علاقے نوزاد کے علاقے تیزنی میں ایک دینی مدرسے کی بنیاد رکھی۔ یہ مدرسہ چار سال تک چلتا رہا، جس میں سیکڑوں طلباء علم دین کی نعمت سے بہرہ ور ہوئے۔ بعد میں ایک مقامی جنگجو کمانڈر کی جانب سے ان کے مدرسے کو بند کر دیا گیا۔ اس وقت طالبان سے قبل مجاہدین کی حکومت کے موقع پر آپ فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے حرمین شریفین گئے۔ حج کی ادائیگی کے بعد آپ نے گھر بیٹھنے کا فیصلہ کیا اور طالبان کی اسلامی تحریک تک صرف اپنے اور اپنے مجاہد ساتھیوں کی دیکھ بھال کرنے اور انہیں منظم رکھنے میں مصروف رہے۔

تحریک طالبان میں شمولیت:

جب قندھار، میوند اور ژڑئی میں طالبان کی تحریک کا آغاز ہوا اور قندھار

کے ضلع ڈنڈ کو مرکز بنایا گیا، اس وقت ملا عبدالسلام کے ایک قریبی ساتھی 'ملا عبدالکریم' نے آپ کو ایک خط لکھا کہ وہ آئیں اور طالبان تحریک میں شامل ہو جائیں۔ اس کے بعد ملا عبدلسلام نے طالبان تحریک کے نمائندوں سے رابطوں کا آغاز کیا۔ جب طالبان کی ایک جماعت ہلمند کی طرف گئی تو ملا عبدلسلام اپنے ساتھیوں سمیت ہلمند کے مرکز لشکر گاہ پہنچ گئے۔ ان کی ملاقات تحریک کے انتظامی مسئول ملا محمد اخند سے ہوئی۔ یہیں سے طالبان کی اسلامی تحریک میں شمولیت اختیار کر کے عملی خدمات کا آغاز ہوا۔ ملا عبدالسلام نے اپنے یاد داشتوں پر مشتمل ایک کتابچے میں ہلمند کی فتح کے بارے میں لکھا ہے: ''ہلمند کا مرکز اور گرشک کے اہم علاقے سابقہ جنگی کمانڈروں میر ولی، عبدالرحمٰن جان اور معلم یوسف کے قبضے میں تھے۔ مجاہدین نے ان کمانڈروں کو سرنڈر کرنے کے لیے کئی قبائلی وفود بھیجے کہ وہ مجاہدین کے ساتھ دست و گریبان ہونے سے باز آجائیں، لیکن وہ نہ مانے۔ مجبوراً مجاہدین کو ان کے خلاف آپریشن کا کرنا پڑا۔ مختصر آپریشن کے بعد ہلمند کے تمام اہم اضلاع فتح ہو گئے اور اکثر جنگجو گرفتار ہوئے، جنہیں بعد میں رہا کر دیا گیا۔ جب کہ ان کے کمانڈرز شمالی صوبوں غوریا سرحدی اضلاع کی طرف فرار ہو گئے۔''

ہلمند کی جنگیں اور فتح ہرات:

ہلمند کی فتح کے بعد دو بڑے واقعات ہوئے۔ پہلا واقعے میں یوسف نامی کمانڈر نے نوزاد پر حملہ کیا اور یہ ضلع طالبان سے چھڑا لیا، بعد ازاں ملا محمد اخند اور ملا عبدالسلام کی رہنمائی میں مجاہدین نے جوابی حملہ کیا اور ضلع دوبارہ طالبان کے قبضے میں آ گیا۔ دوسرا واقعہ اس وقت ہوا، جب ہلمند کے ایک اور جنگجو کمانڈر سرحدی ضلع دیشو کے پہاڑی علاقے چوٹو میں جمع ہوئے۔ انہوں نے یہاں ایک مرکز بنایا، جہاں سے ہمیشہ طالبان کے خلاف کارروائیاں ہونے لگیں۔ اس مرکز کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے امارت اسلامی کے رہنماؤں نے ملا عبدالسلام کی سربراہی میں کئی تجربہ کار مجاہدین کا ایک گروپ تشکیل دیا۔ انہوں نے بھی بہ حسن و خوبی یہ آپریشن اختتام تک پہنچایا اور نتیجے میں مذکورہ مرکز ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا گیا۔ اس وقت ضلع نوزاد کے مسئول اور گرشک کے لیے تشکیل دیے جانے والے خصوصی گروپ کی رہنمائی بھی آپ کے سپرد تھی۔

آپ کا زیادہ تر عرصہ ہلمند کے شمالی علاقوں میں گزرا، جہاں اسماعیل خان نامی جنگجو کمانڈر اور طالبان کے درمیان جھڑپیں ہوتی رہتی تھیں۔

1374 شمسی سال کو ملک کے شمال میں ایک بڑی تبدیلی رونما ہوئی، جہاں فراہ، نیمروز، ہرات اور بادغیس صوبوں پر طالبان نے قبضہ کر لیا۔ دوسرے جہادی رہنماؤں کی طرح ملا عبدالسلام کا بھی اس فتح میں اہم کردار تھا، انہوں نے اسے اپنے کتابچے میں تفصیل سے بیان کیا ہے، جس کی تاریخی اہمیت کے پیش نظر خلاصہ نقل کیا جا رہا ہے:

''اسماعیل خان اور غفار اخندزادہ کے جنگجوؤں نے احمد شاہ مسعود کے سیکڑوں مسلح جنگجوؤں سمیت ایک بڑے آپریشن کی صورت میں فراہ کے ضلع گلستان میں طالبان کی جنگی پٹی پر حملہ کر کے گلستان پر قبضہ کر لیا۔ نتیجتاً طالبان کو ضلع دلآرام سے بھی پیچھے ہٹنا پڑا۔'' اس وقت ملا عبدالسلام گرشک میں مجاہدین کے ایک گروپ کے کمانڈر تھے، وہ لکھتے ہیں: مَیں دلآرام کی جانب محو سفر تھا کہ راستے میں ملا فاضل اخند سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بتایا؛ صوبائی امیر ملا محمد اخند کی جانب سے پیغام ملا ہے کہ ہم شوراب کی جنگی پٹی کو مضبوط کریں۔ طالبان کو پیچھے نہ جانے دیا جائے۔ چناں چہ ہم شوراب میں طالبان کو منظم کرنے میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں ملا محمد اخند بھی پہنچ گئے۔ مجھ سے کہا: ''آپ گرشک چلے جائیں، وہاں احتیاطی اور دفاعی تدابیر کا انتظام کریں اور عصر کو واپس شوراب پہنچ جائیں۔'' مَیں نے گرشک پہنچ امیر کا حکم بجالایا اور عصر کو واپس شوراب کی طرف روانہ ہو گیا، لیکن راستے میں 'حوض خشک' کے علاقے میں ملا داداللہ اخند اور ان کے ساتھیوں سے ملاقات ہوئی، سب کے چہروں پر اضطراب تھا۔ مَیں سمجھ گیا کہ کچھ گڑبڑ ضرور ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ملا محمد اخند شوراب میں شہید ہو گئے ہیں اور طالبان پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اس وقت طالبان بہت پریشان اور مایوسی کی حالت میں تھے۔ مقابلے کا حوصلہ نہیں رکھتے تھے۔ اسی وقت قندھار سے امیر المؤمنین کا پیغام پہنچا کہ ملا محمد اخند کی شہادت کے بعد ملا رحمت اللہ اخند مجاہدین کے امیر ہوں گے۔ اس وقت اسماعیل اور مسعود کے جنگجو نہایت غرور اور تکبر سے پیش قدمی کیے جا رہے تھے۔ گرشک کے بہت سے علاقوں پر بھی ان کا قبضہ ہو چکا تھا۔ مجاہدین نے ملا رحمت اللہ اخند کی رہنمائی

میں جوابی حملے کے لیے 300 مجاہدین کا ایک گروپ تشکیل دیا۔ اس گروپ کو مزید تین گروپوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ حملے کا منصوبہ اس طرح بنا کہ سب سے پہلے 100 مجاہدین ملا داداللہ، ملا سراج الدین اور ملا خان محمد کی قیادت میں 'بغرا' کے جنگجوؤں پر حملہ کریں گے۔ دوسرے 100 مجاہدین ملا رحمت اللہ کی قیادت میں "نفر سنگی چہار راہی" کے جنگجوؤں پر حملہ کریں گے اور باقی 100 مجاہدین ملا عبدالسلام کی قیادت میں دشمن کا عین سڑک پر مقابلہ کریں گے۔"

ملا عبدالسلام مزید لکھتے ہیں: "علی الصباح جنگ شروع ہوئی۔ ہم آٹھ ساتھی ایک لینڈ کروزر میں دشمن کی فوجوں کے درمیان گھس گئے۔ اکثر لوگ یہ سمجھتے رہے کہ غفار اخندزادہ کے سابق ساتھی ملا عبدالسلام شاید ان کے سامنے ہتھیار ڈالنے آئے ہیں، لیکن ہم نے اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دشمن کی تمام رکاوٹوں کو کامیابی سے عبور کر لیا۔ ہماری طرف سے سب سے پہلے ملازڑگی اخند نے ایک مسعودی ٹینک کے پرخچے اڑائے۔ اس کے بعد جنگ شدت اختیار کرتی گئی۔ دشمن نے بھاری ہتھیاروں کا استعمال کیا، لیکن پیش قدمی نہیں کر سکا اور پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔ عصر تک گھمسان کا رن پڑا، جس کے نتیجے میں دشمن کے لشکر واپس حوض خشک کی طرف بھاگ گئے۔ اس جنگ میں طالبان کو اندازے سے زیادہ جنگی سازوسامان، اسلحہ، سامان خوردونوش غنیمت کے طور پر ہاتھ آیا۔ علاوہ ازیں بڑی تعداد میں جنگجو گرفتار بھی ہوئے۔ اسماعیل خان کے جنگجو 15 بڑے ٹینک میدان جنگ میں چالو حالت میں چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ ہیوی مشین گنز اور مختلف اشیائے خوردونوش سے بھرے ٹریلر سمیت بہت وسائل مجاہدین نے غنیمت کر لیے۔ اسی دن امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد اکیلے ایک گاڑی میں گرشک تشریف لائے اور جنگ کی پہلی پٹی میں مجاہدین رہنماؤں کو ہدایات دیں۔ لیکن مجاہدین نے ان سے درخواست کی آپ واپس قندھار تشریف لے جائیں، یہاں بمباری ہو سکتی ہے۔ بعد میں ملا محمد ربانی، ملا مشر اخند، حاجی بشیر اور دوسرے جہادی رہنما طالبان سے مل گئے۔ دلآرام کی فتح کے بعد شاہراہ عام پر ایک پل کے نیچے امیر المؤمنین کی صدارت میں ایک اجلاس ہوا اور فراہ اور ہرات کی فتح کے لیے مجاہدین کے گروپ ترتیب دیے گئے۔ جن میں مختلف جہادی رہنماؤں کو مختلف اہداف کے لیے مقرر کیا گیا۔ الحمدللہ! تمام مجاہدین نے امیر کی جانب سے دیے گئے اہداف کامیابی سے حاصل کیے اور ہرات کا تاریخی شہر طالبان کے قبضے میں آ گیا۔

ہرات میں مجاہدین کی قیادت:

ہرات کی فتح کے بعد آپ کو طالبان کی چوتھی بریگیڈ کی قیادت سونپی گئی۔ آپ کے جہادی ساتھی بادغیس اور کابل کی جنگی پٹیوں میں خدمات انجام دیتے رہے۔ ہرات کی فتح کے چھ ماہ بعد آپ کابل کی جنگی پٹی پر چلے گئے۔ اس وقت احمد شاہ مسعود کے جنگجوؤں نے عینک نامی علاقے میں طالبان کی جنگی پٹی پر حملہ کیا اور بہت سے علاقے طالبان سے ہتھیا لیے۔ جوابی آپریشن کے لیے ملا عبدالسلام سمیت ہزاروں طالبان عینک پہنچ گئے اور تمام مقبوضہ علاقے مسعود سے دوبارہ چھین لیے۔ یہاں تک کہ طالبان دارالحکومت کابل کے وسط میں پہنچ گئے۔ احمد شاہ مسعود کے جنگجوؤں نے علاقہ چھوڑنے سے پہلے زمین میں بارودی سرنگیں بچھادی تھیں، جن کی زد میں آ کر کئی طالبان شہید ہو گئے۔ ملا عبدالسلام کی گاڑی بھی ایک بارودی سرنگ

آپ منصب کا شوق نہیں رکھتے تھے۔ انتقام کی بجائے معافی کو ترجیح دیتے تھے۔ آپ کے آبائی علاقے میں ایسے بہت سے لوگ موجود تھے، جنہوں نے ان کے گھر پر بار بار چھاپے مارے تھے۔ ان کے گھر کو حکومتی اہل کاروں کی مدد سے لوٹا گیا۔ بھائیوں اور اقارب کو گرفتار کیا گیا۔ جب علاقے میں طالبان کی حاکمیت قائم ہوئی تو وہ لوگ علاقے سے نقل مکانی کرنے لگے، کیوں کہ انہیں خوف تھا ملا عبدالسلام ان سے انتقام لیں گے، لیکن آپ نے انہیں پیغام بھیجا کہ میری طرف سے آپ بے فکر رہیں، مَیں صرف شرعی احکام کا پابند ہوں۔ اس کے علاوہ ذاتی انتقام کا کوئی ارادہ نہیں۔ ملا عبدالسلام تو شہید ہو گئے، لیکن ان کے ہاتھوں تربیت پانے والے ہزاروں مجاہدین آج بھی ان کے بھائی ملا محمود خان ثاقب کی قیادت میں مختلف علاقوں میں جہادی کارروائیوں میں مصروف ہیں۔

کانشانہ بن گئی، جس کے نتیجے میں آپ کی کمر اور دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔ آپ کی ٹانگوں کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو گئیں تھیں۔ جس کی وجہ سے آپ دائمی معذور ہو گئے۔ امارت اسلامی نے آپ کے علاج معالجے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ حتی کہ آپ کو علاج کے لیے پاکستان اور جرمنی بھی لے جایا گیا، لیکن اس کے باوجود آپ مکمل طور پر چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہو سکے۔ آپ کو ہمیشہ بیساکھیوں کی ضرورت پیش رہی۔ زخمی ہونے کے بعد وقتی طور پر آپ کی ذمہ داری آپ کے نائب ملا عبدالولی زڑگئی نبھاتے رہے، انہوں نے کابل کی فتح میں اہم کردار ادا کیا۔ ملا زڑگئی کچھ عرصہ بعد مزار شریف کی پہلی فتح کے دوران جنرل مالک کے حامیوں کے ساتھ لڑائی میں شہید ہو گئے۔ جب ملا عبدالسلام علاج معالجے کے بعد واپس تشریف لائے تو معذوری کے باوجود اپنی ذمہ داری بہ حسن و خوبی انجام دیتے رہے۔ تب ایک مرتبہ پھر شمال کے تمام صوبے طالبان کے کنٹرول میں آگئے، جن میں ملا برادر اخند، ملا فاضل اخند اور دوسرے جہادی رہنماؤں سمیت ملا عبدالسلام نے بھی ہرات کے مجاہد کمانڈر کی حیثیت سے اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے تب تک اپنی ذمہ داریاں جاری رکھی، تاآنکہ امریکا نے افغانستان پر جارحیت کی اور امارت اسلامی کے مجاہدین دوسرے شہروں کی طرح ہرات شہر سے بھی نکل گئے۔

امریکی جارحیت کے خلاف جہاد:

ہرات کے سقوط کے بعد ملا عبدالسلام اپنے آبائی ضلع نوزاد چلے گئے۔ یہاں بھی ان کی جان کو امریکا کی جانب سے خطرہ تھا۔ اس لیے کچھ عرصہ کے بعد گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ آپ تین سال اور تین ماہ تک گوشہ نشین رہے۔ اس عرصے میں آپ صرف اپنے چھ بااعتماد ساتھیوں کے ساتھ رابطے میں رہتے اور ان سے ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں۔ انہیں جہاد کی ترغیب دیتے رہتے اور امریکا کے خلاف لڑنے کے لیے رہنمائی اور ہدایات دیتے۔ بعد ازاں آپ اعلانیہ طور پر میدانِ جہاد میں کود پڑے۔ نوزاد، کجکی، موسیٰ قلعہ اور دوسرے علاقوں تک آپ نے آمدورفت کا سلسہ شروع کیا۔ امارت اسلامی کے رہنماؤں سے رابطے اور مشورے کی روشنی میں مجاہدین کی تنظیم نو کی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ آپ نے اس جدوجہد میں ایک مرتبہ ہلمند، فراہ اور روزگان کے 200 مجاہدین کو رات کی تاریکی میں جمع کر کے خطاب کیا۔ انہیں ہدایت دی گئیں کہ اعلانیہ جہاد شروع کریں۔ دشمن کے مراکز پر چڑھ دوڑیں۔ اس کے ساتھ آپ نے 600 گولیوں سے بھرے صندوقوں سمیت دوسرا اہم اسلحہ اور جنگی سازو سامان مجاہدین میں تقسیم کیا اور انہیں جہادی کاروائیاں تیز کرنے کا حکم دیا۔

شہادت:

1388 شمسی سال میں امریکی فوجیوں کو آپ کے خفیہ ٹھکانے کا علم ہو گیا، جو نوزاد کے علاقے تیزنی میں واقع تھا۔ امریکی فوجیوں نے ان کے مکان پر چھاپہ مارا۔ ملا عبدالسلام نے گرفتاری دینے کے بجائے امریکی فوجیوں کا مقابلہ شروع کیا، جنہیں جیٹ طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کی مدد بھی حاصل تھی۔ کئی امریکی فوجیوں کو واصلِ جہنم کرنے کے بعد آپ بھی دشمن کی جوابی فائرنگ سے شہادت کے بلند مقام پر فائز ہو گئے۔ آپ کو اپنے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

شہید ملا عبدالسلام مجروح کے بھائی اور ان کے جانشین مولوی محمود خان ثاقب ملا عبدالسلام کی شخصیت کے بارے میں کہتے ہیں: آپ جہادی سرگرمیوں کے ساتھ فلاحی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اپنے علاقے میں ایک بڑا مدرسہ بنایا تھا۔ اسی طرح کئی علاقوں میں مساجد و مدارس کی تعمیر میں بھی حسب توفیق امداد کرتے تھے۔ نوزاد اور غور کے درمیان راستے 'کچی سڑک' کی تعمیر میں بھی بے انتہا کوششیں کیں۔ اب یہ راستہ لوگوں کی آمدورفت کا ایک پُرسہولت ذریعہ ہے۔ آپ منصب کا شوق نہیں رکھتے تھے۔ انتقام کی بجائے معافی کو ترجیح دیتے تھے۔ آپ کے آبائی علاقے میں ایسے بہت سے لوگ موجود تھے، جنہوں نے ان کے گھر پر بار بار چھاپے مارے تھے۔ ان کے گھر کو حکومتی اہل کاروں کی مدد سے لوٹا گیا۔ بھائیوں اور اقارب کو گرفتار کیا گیا۔ جب علاقے میں طالبان کی حاکمیت قائم ہوئی تو وہ لوگ علاقے سے نقل مکانی کرنے لگے، کیوں کہ انہیں خوف تھا ملا عبدالسلام ان سے انتقام لیں گے، لیکن آپ نے انہیں پیغام بھیجا کہ میری طرف سے آپ بے فکر رہیں، مَیں صرف شرعی احکام کا پابند ہوں۔ اس کے علاوہ ذاتی انتقام کا کوئی ارادہ نہیں۔ ملا عبدالسلام تو شہید ہو گئے، لیکن ان کے ہاتھوں تربیت پانے والے ہزاروں مجاہدین آج بھی ان کے بھائی ملا محمود خان ثاقب کی قیادت میں مختلف علاقوں میں جہادی کاروائیوں میں مصروف ہیں۔

طالبان کو مذاکرات کی دعوت

بت شکن

مجھے آج بھی اچھی طرح یاد ہے افغانستان پر امریکی یلغار کے بعد امریکا کے تب کے وزیر دفاع نے ایک پریس کانفرنس میں کہا تھا: ”طالبان ماضی کا حصہ بن گئے۔ اب انہیں اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ دوبارہ اپنی سرگرمیاں شروع کریں۔ ان کو کڑی سزا دی جائے گی۔ ان کو پہاڑوں اور غاروں سے نکالیں گے، وغیرہ وغیرہ۔“ لیکن مجاہدین نے اللہ کی نصرت سے اپنی لازوال قربانیوں سے امریکا اور نیٹو کا غرور خاک میں ملا دیا ہے۔ افغانستان کو ان کے لیے قبرستان بنا دیا ہے۔ شکست ان کا مقدر بنی۔

طالبان کا جرم صرف یہ تھا کہ انہوں نے ملک میں مثالی امن قائم کیا تھا۔ ملک کو لسانی بنیادوں پر تقسیم ہونے سے بچایا تھا۔ خانہ جنگی کا مکمل خاتمہ کیا تھا۔ عوام کو مقامی کمانڈروں کے مظالم سے نجات دلانے میں کردار ادا کیا تھا۔ اسلام کا عادلانہ نظام نافذ کیا تھا۔ اسی وجہ سے دنیا بھر کی استعماری قوتوں نے افغانستان پر لشکر کشی کی اور ملک پر ناجائز قبضہ جمایا۔ جب مجاہدین نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے استعماری طاقتوں کا عرصہ حیات تنگ کیا تو انہوں نے اپنی فوجوں کے انخلا کا اعلان کیا، لیکن کبھی کبھار جب انہیں سکون ملتا ہے تو وہ اعلان کرتے ہیں: افغانستان اہم اتحادی ملک ہے۔ چند ہزار فوجی ایک مدت تک یہاں تعینات رہیں گے۔ 15 برس تک مجاہدین نے مسلسل مزاحمت کی اور ان کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر دیا۔ وہ طالبان جو ان کی نظر میں ماضی کا حصہ بن گئے تھے، انہوں نے افغانستان کے سنگلاخ پہاڑوں میں ان کا غرور خاک میں ملا دیا۔ اس لیے انہوں نے کافی سوچ و بچار کے بعد یہ اعلان کیا ہے کہ طالبان دہشت گرد نہیں، وہ مصالحت کی راہ اپنا لیں۔ مذاکرات کی میز پر بیٹھ جائیں اور افہام و تفہیم سے مسئلہ کریں۔ انہوں نے آج اعتراف کیا کہ طالبان ایک حقیقت اور منظم قوت ہیں۔ وہ اعتراف کرتے ہیں طالبان کے ساتھ مذاکرات اور مصالحت کے بغیر قیام امن کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ عالمی میڈیا نے گزشتہ جمعے کو ایک حیران کن رپورٹ شایع کی، جس کے مطابق امریکی وزارت دفاع نے اعلان کیا کہ وہ طالبان کے خلاف مزید جنگ کا حصہ نہیں بنے گا، کیوں کہ وہ افغانستان میں قیام امن کے لیے طالبان کو ایک اہم سیاسی قوت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

امریکی بحریہ کے ترجمان جنرل جیف ڈاویس نے واشنگٹن میں ایک پریس کانفرنس میں کہا؛ ”جو کام ہم نہیں کر سکتے، وہ طالبان سے متعلق دہشت گردی کے خلاف جنگ ہے۔“ ان کا مزید کہنا تھا؛ ”حقیقت یہ ہے کہ افغانستان میں امن قائم کرنے میں طالبان اہم قوت ہے۔ ہم طالبان کو مجموعی طور پر ختم نہیں کرسکتے۔“ افغانستان کے سیاسی مبصرین کا خیال ہے طالبان سے متعلق امریکا کے مؤقف میں بہت نرمی آئی ہے۔ وہ طالبان کے خلاف مزید لڑنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ امریکا کوشش کر رہا ہے وہ طاقت کے استعمال کے ناکام تجربے کے بعد مذاکرات کے ذریعے افغان مسئلے کا حل نکالے اور اپنے لے کوئی راستہ ڈھونڈے، تاکہ باعزت طریقے سے اپنی فوجوں کو افغانستان سے نکالا جاسکے۔ امریکا نے روس سے سبق سیکھا نہ انگریز سے عبرت کا درس لیا۔ وہ آج ایک ایسی مشکل میں پھنس چکا ہے کہ اس کو نجات کا کوئی راستہ نہیں مل رہا۔ وہ طالبان کو کمزور قوت کے طور دیکھتے تھے، لیکن پندرہ برس کے بعد انہیں پتہ چلا کہ طالبان مؤثر قوت ہے۔ ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ طالبان اقتدار کے لیے نہیں، بلکہ ملک کی خود مختاری اور شرعی نظام کے نفاذ کے لیے لازوال قربانیاں دے رہے ہیں۔ انہیں افغان عوام کی حمایت حاصل ہے۔ اب بھی وقت ہے امریکا اور استعماری ٹولے اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کریں۔ اگر وہ حقیقی طور پر امن کے خواہاں ہیں تو افغان عوام کی ملی روایات اور اسلامی اقدار کا خیال رکھیں۔ طالبان کی سیاسی اور جہادی قوت کو تسلیم کریں۔ افغانستان میں مستقل امن کے لیے طالبان کی شرائط تسلیم کریں۔

☆ ☆ ☆

وزن میں کمی کرنا

سعد جان

ناپ تول میں کمی کرنا بہت بُری عادت ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن پاک میں ناپ تول میں بددیانتی کرنے والے کے بارے میں سخت وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں۔ یہ بری عادت ایک سابقہ امت میں بھی پائی جاتی تھی۔ اللہ تعالی نے ان کی ہدایت کے لیے ایک پیغمبر بھیجا تھا، تاکہ وہ انہیں ایمان کی دعوت دیں اور یہ کہ وہ اس قبیح عادت کو ترک کر دیں۔ لیکن جب انہوں نے نبی کی بات ماننے سے انکار کر دیا تو انہیں شدید ترین عذاب کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ دوسرے نافرمانوں کے لیے عبرت کا سامان بن کر رہ گئے۔ اسی سلسلے میں اللہ تعالی نے ایک سورت نازل فرمائی، جس میں ارشاد ہے:

''وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ(۱) الَّذِيۡنَ اِذَا اكۡتَالُوۡا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُوۡنَ(۲) وَاِذَا كَالُوۡهُمۡ اَوْ وَّزَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ(۳) اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓـئِكَ اَنَّهُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ(۴) لِيَوۡمٍ عَظِيۡمٍ(۵) يَّوۡمَ يَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ(۶)''

ترجمہ: بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی۔ جن کا حال یہ ہے کہ جب وہ لوگوں سے خود کوئی چیز ناپ کر لیتے ہیں تو پوری پوری لیتے ہیں۔ اور جب کسی کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں۔ کیا یہ لوگ یہ نہیں سوچتے کہ اُنہیں ایک زبردست دن میں زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا؟ جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

ان آیات کے شانِ نزول کے بارے میں امام نسائی، ابنِ ماجہ رحمہا اللہ اور ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگ ناپ تول میں حد سے زیادہ بے اعتدالی کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالی نے مذکورہ بالا آیات نازل فرمائیں تو انہوں نے اپنی یہ بُری عادت چھوڑ دی۔ البتہ امام قرطبی رحمہ اللہ کے مطابق یہ ہے کہ مذکورہ آیات ایک شخص "ابو جُہینہ"... جس کا نام "عَمْرو" تھا، کے بارے میں نازل ہوئی تھیں۔ اُس کا طریقہ یہ تھا کہ اس کے پاس غلہ تولنے کے لیے دو برتن تھے۔ ایک بڑا تھا، اُس سے خود خریدتا تھا اور دوسرا چھوٹا تھا، اس سے لوگوں کو بیچتا تھا۔ علامہ ابنِ کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ناپ تول میں تطفیف (کمی بیشی کرنے) کا مطلب یہ ہے کہ جب خود لوگوں سے خریدے تو اپنے حق سے بھی زیادہ وصول کرے۔ جب لوگوں کو فروخت کرے تو اُن کے حق سے بھی کم ادا کرے۔ یہی بات اللہ تعالی نے یوں بیان کی ہے: (إذا اكتالوا على الناس يستوفون ۝ وإذا كالوهم أو وزنوهم يخسرون) یعنی وہ جب لوگوں سے خریدتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں۔ جب انہیں بیچتے ہیں تو کم ادا کرتے ہیں۔"

آیات میں جس "تطفیف" کا ذکر آیا ہے، وہ ناپ تول کر دیے جانے والے غلہ جات کے بارے میں ہے۔ کیوں کہ لوگوں میں ناپ تول میں کمی زیادتی کے حوالے سے یہی بات رائج ہے۔ البتہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ تطفیف کا مفہوم ہر عمل میں داخل ہے۔ اسے صرف غلہ جات کے ساتھ خاص نہیں کیا جا سکتا۔ ان کا ماننا ہے کہ "تطفیف" حقوق اللہ و حقوق العباد حتی کہ عبادات کے بارے میں بھی ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ اپنی ایک تحقیق میں فرماتے ہیں:

"بعض علماء تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ تطفیف کا مفہوم وزن، وضو، نماز اور حدیث میں بھی داخل ہے۔"

اس کا مطلب یہ ہوا کہ کمی زیادتی کے حوالے سے جو وعیدیں وزن کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، اُن کا اطلاق وضو، نماز اور حدیث میں بھی ہوگا۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وفا (پورا پورا ادا کرنا) اور تطفیف (کمی بیشی کرنا) ہر شے کے لیے ہوتا ہے۔"

سالم بن ابو جعد سے مروی ہے:

"نماز بھی وزن ہے، پس جو اسے ادا کرے... وہ پوری پوری ادا کرے۔ اگر کسی نے اس میں کمی کی تو پھر آپ جانتے ہیں اللہ تعالی نے قرآن پاک میں فرما دیا ہے: ''ویل للمطففین''۔ کمی کرنے والے ہلاکت میں ہیں۔"

بعض علماء یہ بات کہتے ہیں کہ "ہر وہ عمل... جس میں کوئی شخص کسی سے اپنے حق سے زیادہ وصول کرے یا کسی صاحبِ حق کو اس کے حق سے کم ادا کرے تو یہ بھی "ناجائز کمی بیشی" کے زمرے میں داخل ہے۔ اسے ایک مثال سے سمجھیے:

"کوئی تاجر اپنی گھٹیا چیز مہنگے داموں فروخت کرنے کی خاطر اُس پر کسی ایسے علاقے کی مہر لگا دیتا ہے، جہاں کی مصنوعات کو ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے... تو ایسا کرنے والا بھی ناجائز کمی بیشی کا مرتکب قرار پائے گا۔ ایک شخص ذبح کردہ مرغی میں کسی بھی ذریعے سے پانی بھر دیتا ہے، تاکہ اس کا وزن زیادہ محسوس ہو تو ایسا کرنے والا ناجائز کمی بیشی کا مرتکب ہونے کے ساتھ فراڈ کرنے والا بھی کہلائے گا۔"

جب ہم نے یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ اپنا حق پورا پورا وصول کرنا اور دوسرے کا حق دیتے وقت ڈنڈی مارنا تطفیف کہلاتا ہے تو پھر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ وہ مصیبت ہے، جس میں آج اکثر لوگ پھنسے ہوئے ہیں۔ علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ شوہروں کی بھی کثیر تعداد ایسی ہے، جو اپنی بیویوں سے اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ان کا حق مکمل طور پر ادا کرے، لیکن جب اِن کی جانب سے بیویوں کے حقوق کی ادائیگی کا وقت آتا ہے تو وہ اُن کا حق پورا پورا ادا نہیں کرتے۔ یہی حالت بعض بیویوں کی اپنے شوہروں سے متعلق ہوتی ہے۔ درحقیقت ایسے لوگ ہی ہیں، جو ناجائز کمی بیشی کے مرتکب ہو کر ہلاکت کی دہلیز پر جا پہنچتے ہیں۔ کئی والدین ایسے ہوتے ہیں، جو اپنی اولاد کے حوالے سے اُن کی تربیت، تعلیم، نفقہ اور ان کے معاملات سے متعلق ان کے حقوق ادا نہیں کرتے، لیکن دوسری طرف ایسے والدین اس بات کی تمنا رکھتے ہیں کہ اولاد اُن کے حقوق مکمل طور پر ادا کرے۔ وہ ملازم بھی ناجائز کمی بیشی کا مرتکب ہے، جو اپنے کام میں سستی دکھاتا ہے۔ جب مہینے کے آخر میں تنخواہ کا وقت آتا ہے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ تنخواہ میں کمی نہ کی جائے۔ اگر کام کے غیر معیاری ہونے کی وجہ سے کم تنخواہ ملے تو جھگڑا کرتا ہے۔

دیکھا جائے تو اکثر لوگ بہ یک وقت کئی قسم کی ناجائز کمی بیشی کے مرتکب نظر آئیں گے۔ جیسے ایک شخص ایک ہی وقت میں شوہر، باپ، سردار اور ملازم ہونے کے باوصف ہر جگہ ناجائز کمی بیشی کرنے والا ہوتا ہے۔ اس بیماری سے بچا ہوا وہی خوش قسمت ہے، جسے اللہ تعالی کی کرم نوازی حاصل ہے۔ حقیقت میں اللہ تعالی کی کرم نوازی یہی ہے کہ اُس ذات نے عدل و انصاف کا جو حکم دیا ہے، اسے پورا کیا جائے۔ جو شخص اس حکم کی تابع داری کرے گا، وہی اس مصیبت اور کبیرہ گناہ سے بچ پائے گا۔ اللہ تعالی نے کچھ آیات میں انصاف اور عدل کا حکم دیا ہے۔ وہیں ضمنی طور پر ظلم، زیادتی اور ناجائز کمی بیشی سے منع کیا ہے۔ ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے اللہ تعالی نے چار سزائیں رکھی ہیں۔ دو دنیا میں اور دو آخرت میں ملیں گی۔

دنیا کی پہلی سزا:

واضح رہنا چاہیے کہ کمی بیشی ایک کبیرہ گناہ ہے۔ کمی بیشی سے کمایا ہوا مال حرام ہوتا ہے۔ یہ ایسا حقیر مال ہے، جو ایسے انسان کی دنائت اور حقارت پر دلالت کرتا ہے۔ اگر کوئی کمی بیشی سے کمائے ہوئے حرام مال سے صدقہ دے تو وہ بارگاہِ ایزدی میں قبول نہیں ہوتا۔ اگر اسے وراثت میں چھوڑ کر مرے تو یہ اُسے جہنم میں لے جانے کا سبب ہوگا۔ اللہ تعالی نے ناجائز کمی بیشی کرنے والوں کو دنیا و آخرت میں سخت سزاؤں سے ڈرایا ہے۔ دنیا میں یہ ہوتا ہے کہ اس مالِ حرام کے نتیجے میں قحط کی وبائیں اور مہنگائی جنم لیتی ہے۔ بادشاہوں کو ظلم کا موقع ملتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا:

"پانچ چیزیں ایسی ہیں، مَیں اللہ تعالی کی پناہ چاہتا ہوں کہ تمہیں اُن کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ لیکن اگر تم اُن میں مبتلا ہو گئے تو یاد رکھو کہ جب کسی قوم میں کوئی برائی ظاہر ہوتی ہے اور وہ اس میں اعلانیہ مبتلا ہو جاتی ہے تو وہ طاعون اور ایسی مصیبتوں میں گرفتار ہو جاتی ہے کہ اُس سے پہلے لوگ کبھی ایسی مصیبتوں میں مبتلا نہیں ہوئے۔ جب وہ ناپ تول اور وزن میں کمی بیشی کے مرتکب ہوتی ہے تو وہ قحط، مہنگائی اور بادشاہوں کے ظلم کا شکار ہو جاتی ہے۔"

دنیا کی دوسری سزا:

جیسا کہ اللہ تعالی نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اہلِ مدین کی طرف نبی

بنا کر بھیجا تھا۔ آپ علیہ السلام کی قوم ناپ تول میں بے حد خیانت سے کام لیتی تھی۔ انہوں نے قوم کو اللہ تعالی کی عبادت اور اِس بُرے کام کو چھوڑنے کی دعوت دی۔ قرآن مجید میں یوں آیا ہے:

"اے میری قوم کے لوگو! ناپ تول پورا پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو۔ اور زمین میں فساد پھیلاتے مت پھرو۔☆ پھر یہ ہوا کہ ان لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا، چناں چہ زلزلے نے اُن کو آ پکڑا اور وہ اپنے گھر میں اوندھے پڑے رہ گئے۔"

اللہ تعالی نے یہ تمام واقعات لوگوں کی عبرت اور نصیحت کے لیے ذکر کیے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ اللہ تعالی کا عذاب ظالموں سے کچھ بھی دور نہیں ہے۔

آخرت کی پہلی سزا:

اللہ تعالی نے سورۃ مطففین میں فرمایا ہے: ''ویل للمطففین''۔ یہ 'ویل' ایک درد ناک عذاب ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں: "یہ جہنم کے انتہائی نیچے ایک وادی ہے، جس میں جہنمیوں کا خون پیپ بہہ کر آتا اور یہاں جمع ہوتا رہتا ہے۔" بعض مفسرین کا ماننا یہ ہے کہ: "یہ ایک جہنمی وادی ہے، اگر دنیا کے پہاڑ اس میں رکھ دیے جائیں تو وہ اس کی گرمی کی شدت سے پگھل جائیں۔" اللہ تعالی ہمیں اس سے پناہ میں رکھے۔ آمین

آخرت کی دوسری سزا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جانے سے "امانت" (قرض) کے سوا تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ قیامت کے دن جہاد میں شہید ہونے والے ایک شخص کو اللہ تعالی کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اسے کہا جائے گا "فلاں آدمی کی امانت (اس کا حق) ادا کرو!"

وہ کہے گا: "اے میرے پروردگار! یہ کیسے ممکن ہے؟ یہ تو دنیا کا معاملہ تھا، لیکن اب دنیا تو ختم ہو چکی ہے۔"

اسے کہا جائے گا: "جہنم کی ایک وادی 'ہاویہ' میں چلے جاؤ، مطلوبہ امانت وہاں سے مل جائے گی۔"

پھر اسے ہاویہ کی طرف لے جایا جائے گا۔ اسے دنیا کی امانت وہاں دکھائی جائے گی۔ وہ اسے پہچان لے گا۔ وہ اسے اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئے جہنم سے نکلنے کے لیے اوپر آئے گا۔ وہ دروازے تک پہنچے گا کہ وہ امانت اس کے کاندھوں سے اُسی جگہ گر پڑے گی، جہاں سے وہ اسے اُٹھا لایا تھا۔ اب پھر وہ اسے حاصل کرنے کے لیے واپس جہنم کی تہہ تک جائے گا۔ وہ دوبارہ حاصل کر کے دروازے تک پہنچے گا کہ وہ پھر گر پڑے گی۔ اب یہ عمل ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کے مقدر میں لکھ دیا جائے گا اور اسے جہنم سے باہر آنے کا موقع نہیں مل سکے گا۔" حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "یاد رکھو! نماز بھی ایک امانت ہے۔ وضو بھی امانت ہے۔ ناپ تول بھی امانت ہے۔ وزن بھی امانت ہے۔" انہوں نے ان کے علاوہ بھی بہت سی اشیاء شمار کرائیں، جنہیں وہ امانت فرما رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے صاحب کہتے ہیں: مَیں براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا: "کیا آپ جانتے ہیں، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے امانت کے بارے میں ایسا ایسا فرمایا ہے؟"

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے جوابا فرمایا: "انہوں نے بالکل سچ فرمایا ہے۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ تعالی نے امانت کے بارے میں حکم دیا ہے ''إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا'' اللہ تعالی تمہیں حکم دیتا ہے کہ حق داروں کی امانتیں اُن کو ادا کرو!"

اللہ تعالی کا بھیجا ہوا دین عقیدے، اخلاقیات، عبادت اور معاملات پر مشتمل ہے۔ وہ انسان کی زندگی کے تمام پہلوؤں کے لیے رہنمائی کرتا ہے۔ اسلام دل سے مانا جانے والا ایک عقیدہ ہے۔ مسجد میں کی جانے والی ایک عبادت ہے۔ گھروں اور بازاروں میں کیا جانے والا معاملہ ہے۔ اسلام... کارخانے، اسکول، مدرسے سمیت زندگی کے ہر شعبے میں موجود ہے۔ یہ وہ اسلام ہے، جس کے ساتھ اللہ تعالی نے اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تھا۔ اے لوگو! پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے راستوں کی پیروی مت کرو۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے!

★★★

جن کی موت یقیناً عالَم کی موت ہے

حسن مومند

دنیا میں ہر عالمِ دین کی ذات سے معاشرے کا محروم ہو جانا، مسلمانوں کے لیے غم اور نقصان کی بات ہے۔ مگر کچھ علماء کو اللہ تعالی نے اتنا بڑا مقام، اتنا علم، اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے لیے وسیع میدان، دینی علوم کی اشاعت کے لیے بڑا موقع، مسلمانوں کی قیادت کی صلاحیت اور اسلامی معاشرے میں بڑی محبتیں عطا کی ہوتی ہیں کہ ان کی وفات سے تمام مدارس، مذہبی مراکز، دینی تحریکیں اور اسلامی معاشرے یتیم سے ہو جاتے ہیں۔ شیخ القرآن و الحدیث ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنی رحمہ اللہ تعالی اسلامی دنیا کی ایسی ہی علمی شخصیت تھی۔ ڈاکٹر صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شیخ الحدیث اور سب سے بڑے استاد تھے۔ جہاں دورۂ حدیث کی کلاس میں طلبہ کی تعداد تقریباً ڈیڑھ ہزار تک پہنچتی ہے۔ یہ عالمی سطح پر درس حدیث میں شامل ہونے والوں کی سب سے بڑی تعداد ہے۔ اللہ تعالی نے انہیں شروع ہی سے اتنا بڑا علمی مرتبہ اور مقام دیا تھا کہ وہ کم عمری میں ہی دارالعلوم حقانیہ سے فارغ التحصیل ہوگئے تھے۔ فراغت کے بعد عظیم محدث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے حکم پر اسی جامعہ میں استاد ہوگئے، جہاں اکثر شاگرد ان سے عمر میں بڑے تھے۔ باوجود اس کے کہ متحدہ ہندوستان کی سطح پر بڑے عالم، عظیم مربی، ولی کامل اور عظیم محدث مولانا عبدالحق صاحب کے سایۂ شفقت میں تھے۔ انہیں ملک کے سب سے مقبول اور مشہور ادارے میں تدریس ملی تھی، یہ ان کے لیے سعادت اور خوشی کا مقام تھا۔ انہوں نے لاہور میں مفتی محمد حسن [بانی جامعہ اشرفیہ لاہور] اور مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ جیسے عظیم محدثین سے بھی حدیث کا سبق پڑھا تھا۔ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی اور شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ جیسے جبال العلم سے قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر پڑھی۔

انہیں عربی، احادیث اور قرآنی علوم سے اتنی محبت تھی کہ اس کے لیے مدینہ منورہ گئے۔ وہاں تفسیر میں ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی۔

انہوں نے مدینہ منورہ کے جامعہ اسلامیہ میں طویل عرصہ دنیا کے کونے کونے سے آئے ہوئے مختلف ثقافت، زبان، لباس اور مزاجوں کے طلبہ اور مختلف نظریات و فروعی آراء رکھنے والے اساتذہ کے ساتھ گذارا۔ اس طویل زمانے میں بے مثال استقامت کا مظاہرہ کیا۔ تجدد اور فروعی مسائل میں تشدد کا شکار نہ ہوئے۔ چند گمراہوں کی طرح انہوں نے تصوف کو گمراہی سمجھا نہ ہی سلوک کا راستہ چھوڑا۔ اپنا مذہب اور اپنا فقہی مسلک بھی ترک نہ کیا۔ نہ سادات اور ائمہ کرام اور حق مذاہب کے حوالے سے کسی کی بے ادبی برداشت کی۔ جامعہ اسلامیہ میں بھی پوری بہادری سے چاروں فقہی مذاہب، تمام اسلاف اور خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا دفاع کرتے رہے۔ ان جیسا دفاع پہلے کسی نے کیا تھا اور نہ بعد میں کوئی کرسکا۔ اس دور کے اساتذہ اور طلبہ اس بات کے عینی گواہ تھے۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے ڈاکٹریٹ کے بعد ان کی ساری زندگی دین کی خدمت میں گذری۔ وہ ہمیشہ مادیت کو روحانیت پر ترجیح دیتے تھے۔ اللہ تعالی نے انہیں اتنا بڑا مقام دیا کہ پاکستان کا ہر مدرسہ انہیں دعوت دینے لگا کہ وہ ان کے ہاں تدریس کریں۔ کراچی کے ایک جامعہ کے مہتمم صاحب نے تب کے پاکستانی صدر غلام اسحاق خان سے درخواست کی کہ وہ سعودی حکومت کے ذریعے ڈاکٹر صاحب کو اس بات پر قائل کریں کہ وہ ہمیشہ کے لیے اس جامعہ میں تدریس کریں۔ کراچی عالمی شہرت یافتہ شہر اور پاکستان کا سب سے بڑا صنعتی و تجارتی شہر ہے۔ وہ علم کے میدان میں بھی سب سے آگے ہے۔ یہاں بڑے بڑے مدارس اور علمی مراکز ہیں، جہاں علم اور علماء کی بڑی قدر کی جاتی ہے۔ بہت آسانی سے

با استعداد علماء اچھی شہرت حاصل کر سکتے ہیں۔ انہیں بلند مقام مل جاتا ہے۔ اس لیے جو ایک مرتبہ یہاں آتا ہے، وہ واپس نہیں جا پاتا۔ مگر شیخ صاحب رحمہ اللہ سے جب میران شاہ جیسے چھوٹے شہر میں مولوی جلال الدین حقانی حفظہ اللہ کے مدرسے "منبع العلوم" میں تدریس کی درخواست کی گئی تو انہوں نے جہاد اور مجاہدین سے بے انتہا محبت کی وجہ سے یہ درخواست قبول کرلی۔ وہ کراچی چھوڑ کر میران شاہ چلے گئے۔ پھر جب دارالعلوم حقانیہ میں مفتی محمد فرید صاحب رحمہ اللہ کے جانے سے ایک بڑا خلا پیدا ہو گیا تو اس خلا کو پر کرنے کے لیے ڈاکٹر صاحب کے علاوہ کوئی اور موزوں آدمی نہ مل سکا۔ وہ تدریس اور خطابت کے میدان کے عظیم شہسوار تھے۔ پورے ملک اور خطے میں مشہور اور عوامی اجتماعات میں بہت سادہ زبان میں بات کرتے۔ اپنی تقریر کو پشتو کی گاڑھی اصطلاحات، ضرب الامثال، کہاوتوں اور اشعار سے مزین کرتے۔ انہیں عربی، فارسی، پشتو اور اردو اشعار سے خاص محبت تھی۔ ان زبانوں کے ہزاروں اشعار انہیں ازبر تھے۔ ایک مجلس میں وہ پورے پورے قصیدے سنا دیتے تھے۔

مولانا اپنے دور کے بہت بڑے استاد تھے۔ بہت سی جہادی تحریکیں انہیں اپنا روحانی رہنما مانتی تھیں۔ ان تمام کمالات کے باوجود وہ ایک منکسر المزاج شخصیت تھے۔ انتہائی خاکسار بندے تھے۔ ان کی طبعیت میں اللہ تعالی نے بے مثال عاجزی رکھی تھی۔ ان میں تکبر اور غرور کی بو بھی نہ تھی۔ انتہائی نرم مزاج اور اعلی اخلاق کے مالک تھے۔ ہر کسی سے خندہ پیشانی سے ملتے۔ ہر مسلمان کے لیے ان کے دروازے کھلے تھے۔ غریب مولوی، غریب طالب علم اور غریب مجاہد ان سے ہر وقت مل سکتا تھا۔ ان سے کسی معاملے میں بھی مشورہ لے سکتا تھا۔ جہادی رہنماؤں کو ہمیشہ عوام سے اچھے سلوک کی نصیحت کرتے۔ جہاد میں بے جا تشدد کے شدید مخالفت تھے۔ بے گناہ انسانوں کے قتل سے انہیں شدید نفرت تھی۔ اسے اسلام اور جہاد کی بدنامی کا سب سے بڑا ذریعہ قرار دیتے۔ مسلمانوں، خصوصا جہادی تحریکوں کے اندرونی اختلافات پر سخت ناراض ہوتے۔ ہمیشہ کہتے "سوادِ اعظم اور مسلمانوں کی بڑی جماعت سے الگ نہ ہوا کرو، ورنہ دنیا و آخرت تباہ ہو جائے گی۔" امت مسلمہ کی وحدت اور قیادت کے زیر سایہ جمع ہونا ان کی سب سے بڑی آرزو تھی۔ اسی مقصد کے لیے دعائیں اور کوششیں کرتے رہے۔ اعلائے کلمۃ اللہ اور شریعت کا نفاذ ان کی اولین خواہش تھی۔ اخلاص، وفا، زہد، تقوی اور دین سے محبت میں ان کا کوئی ہم سر نہ تھا۔ ہر ظلم و جبر کے خلاف پوری جرأت سے حق کا اظہار، حق پر ڈٹ جانا اور اس راہ میں دنیا کی کسی بھی طاقت سے نہ ڈرنا ان کی خاصیت تھی۔ جب امریکی جارحیت کے اوائل میں جہاد اور مجاہد کا نام لینا جرم سمجھا جاتا تھا، ڈاکٹر صاحب امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد، شیخ اسامہ بن لادن رحمہما اللہ تعالی اور مولوی جلال الدین حقانی حفظہ اللہ تعالی کے لیے ہر جلسے اور بخاری شریف کے درس میں ہر روز ڈھیروں دعائیں کرتے۔ ہزاروں لوگوں کے سامنے عام اجتماعات میں اپنی ہر تقریر میں مذکورہ تینوں جہادی قائدین اور امارت اسلامیہ سے اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار کرتے۔ ان کی تعریف کرتے اور کہتے کہ نہ صرف میری، بلکہ پوری دنیا کی امیدیں تحریک طالبان افغانستان سے وابستہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاد سے مولانا شیر علی شاہ صاحب کی محبت دیگر تمام محبتوں پر غالب تھی۔ روسیوں کے خلاف جہاد کے آغاز سے لے کر وفات تک ان کی پوری زندگی محبتوں کا نمونہ تھی۔ ان کا عوام سے ہونے والا کوئی بھی بیان جہاد کی تائید اور ترغیب سے خالی نہ ہوتا۔ اپنے ہر شاگرد کو وہ جہادی جذبہ سے لیس کرتے اور خود بھی عملی جہاد سے محروم نہ رہتے۔ اسلامی دنیا کے ممالک میں شرعی نظام کا نفاذ ان کی خواہش تھی۔ کسی بھی ملک میں اسلام پسندوں کو ذرا سی بھی کامیابی ملتی تو بہت خوش ہوتے۔ اسلامی دنیا پر مسلط حکام سے انہیں شدید نفرت تھی، جو اسلامی دنیا کو سیکولرازم کی طرف لے جا رہے ہیں۔

افسوس کی بات ہے اسلامی دنیا کی اس عظیم شخصیت کے حوالے سے میڈیا نے بڑی جفاکاری کا مظاہرہ کیا ہے۔ ان کی نمازِ جنازہ میں انسانوں کا جمِ غفیر تھا۔ پشاور سے اسلام آباد تک پھیلی ہوئی شاہراہ پانچ یا چھ کلومیٹر تک انسانوں سے بھر گئی تھی۔ لوگوں کے اژدہام کی وجہ سے کئی گھنٹوں تک ان سڑکوں پر ٹریفک بند رہی۔ سب یہی کہتے رہے کہ اتنا بڑا جنازہ کسی کا نہیں دیکھا گیا۔ یہاں بڑے بڑے لوگوں کا انتقال ہوا ہے، مگر گذشتہ تین یا چار عشروں میں ایک آدمی کے جنازے میں بھی اتنی بڑی تعداد میں عوام شریک نہیں ہوئے، جتنے شیخ صاحب کے جنازے میں شریک تھے۔ انسانوں کا بڑے اژدہام کے باوجود کوئی فرد بھی جنازے سے محروم ہوا نہ کوئی بدنظمی سامنے آئی۔ یہ اللہ تعالی کے نزدیک ان کے بلند مقام اور مقبولیت کی نشانی ہے۔ دفن کے بعد ان کی قبر سے اٹھنے والی خوشبو ان کے عظیم مقام کی گواہی دے رہی تھی۔ وہ اللہ تعالی کے محبوب بندے تھے۔ اللہ تعالی نے مسلمانوں کے دلوں میں ان کی ایسی محبت بھر دی کہ افغانستان تک سے لوگ ان کے جنازے میں شرکت کے لیے آئے تھے۔ اللہ تعالی امت کو ان کا نعم البدل عطاء فرمائیں۔ آمین

◆◆◆

جنرل دوستم کو اپنے صوبے میں شکست سے دوچار کر دیا ہے

جوزجان کے اَسّی فیصد حصے پر مجاہدین کا کنٹرول ہے

صوبہ جوزجان کے جہادی ذمہ دار مولوی عبدالرحمن سے گفتگو

سوال: مولوی صاحب! ہم آپ کا تعارف جاننا چاہیں گے۔

جواب: میرا نام عبدالرحمن ہے۔ میرا تعلق صوبہ فاریاب سے ہے۔ اس وقت امارت اسلامیہ کی جانب سے جوزجان کے جہادی امور کا ذمہ دار مجھے متعین کیا گیا ہے۔ اور اس ذمہ داری کو سنبھالے سات یا آٹھ ماہ ہوئے ہیں۔

سوال: آپ رواں سال کے جہادی آپریشن عزم کو کس طور سے دیکھتے ہیں؟

جواب: الحمد للہ! عزم آپریشن بہت کامیاب رہا ہے۔ افغانستان بھر میں بڑی بڑی عسکری کامیابیاں ہاتھ آئیں۔ جیسا کہ یہ بات میڈیا پر آچکی ہے کہ عزم آپریشن کے دوران بہت سے اضلاع فتح ہوئے ہیں۔ شمالی خطوں میں تو پورے صوبے تک فتح ہوئی ہے۔ بہت سے علاقے ابھی فتح کی دہلیز پر ہیں۔ مجاہدین نے اللہ تعالی کے فضل اور نصرت سے قندوز کا اہم ترین صوبہ بھی مکمل طور پر فتح کر لیا ہے۔ فتوحات کے ساتھ ساتھ امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے بہت سامالِ غنیمت بھی حاصل کیا ہے۔ فوجی گاڑیاں، توپ، ٹینک اور اسلحہ غنیمت میں ملا ہے۔ الحمد للہ! مجاہدین اسلحہ اور قوت میں دشمن کے برابر ہوگئے ہیں۔ جس سے دشمن اور ان کے آقاؤں کو شدید پریشانی لاحق ہوگئی ہے۔ جہاں تک ہمارا خیال ہے، دشمن بہت خوف زدہ ہوگیا ہے۔

سوال: صوبہ جوزجان میں آپ کی ذمہ داری کے تحت عزم آپریشن کس طرح رہا؟

جواب: الحمد للہ! آپ نے میڈیا سے سنا ہوگا کہ صوبہ جوزجان شمالی افغانستان کے اہم ترین اسٹریٹجک صوبوں میں سے ہے۔ یہ دس صوبوں کا درہ ہے۔ تمام شمالی صوبوں کی طرح یہاں بھی اہم ترین فتوحات حاصل ہوئی ہیں۔ مجاہدین بہت پیش رفت کر گئے ہیں۔ ترکمانستان کے سرحد کے قریب ضلع خم آب مکمل طور پر مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہو گیا ہے۔ یہاں پانچ عدد زنجیر گاڑیاں، دو عدد توپیں اور بڑے پیمانے پر عسکری وسائل غنیمت میں ملے ہیں۔ اسی طرح ضلع درز آب کے بہت سے علاقے مجاہدین کے ہاتھوں میں آگئے ہیں۔ حتی کہ یہ ضلع بھی ضلع خم آب کی طرح فتح کی دہلیز پر ہے۔ ضلع قوت شپہ میں بھی مجاہدین کی پیش رفت جاری ہے۔ ضلع فیض آباد اور اسی طرح دیگر تمام اضلاع میں ضلع کے مرکزی بازار کے علاوہ اکثر علاقے مجاہدین کے کنٹرول میں ہیں۔ دشمن ضلع کی سرکاری عمارتوں میں دبکا بیٹھا ہے۔ اسی طرح مَیں اطمینان دلاتا ہوں کہ جوزجان کا 80 فیصد حصہ مجاہدین کے کنٹرول میں ہے۔ حتی کہ صوبائی دارالحکومت کا مرکز بھی کئی بار مجاہدین کے حملے کا نشانہ بن چکا ہے۔ مجاہدین شبرغان شہر سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر منظم ہو کر دشمن کے خلاف کاروائیاں کرتے ہیں۔ یہ سب مجاہدین کی کامیابی کی علامات ہیں۔ چند روز پہلے امارت اسلامیہ کا مرکزی وفد حالات کا جائزہ لینے آیا تھا۔ وہ خود جانتے ہیں کہ جوزجان میں مجاہدین کتنے آگے بڑھ رہے ہیں۔

جوزجان کے مرکزی شہر کے اطراف میں تین پختہ سڑکیں موجود ہیں۔ ایک فاریاب کی طرف جاتی ہے۔ ایک سرپل اور ایک مزار شریف کی جانب۔ صرف پختہ سڑکوں پر دشمن کے مورچے قائم ہیں۔ باقی چند سو میٹر کے فاصلے پر یہاں مجاہدین بھی موجود ہیں۔ وہ جب بھی چاہتے ہیں، دشمن کو بے انتہاء نقصان پہنچا دیتے ہیں۔ ان سڑکوں کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ جب بھی دشمن کی فوج پڑوسی صوبوں سرپل، فاریاب اور دیگر علاقوں کی طرف حرکت کرنے لگتی ہے، مجاہدین پوری آسانی سے ان سڑکوں کو بند کرسکتے ہیں۔

سوال: اس سال مختلف آپریشنوں کے دوران میڈیا نے کئی بار جنرل دوستم کی بذات خطِ اول پر موجودگی اور جنگ میں شرکت کی خبر دی ہے۔ انہیں ایک بہادر جرنیل بنا

کر پیش کیا گیا ہے۔ آپ اس بارے میں کیا کہنا چاہیں گے؟

جواب: جنرل دوستم صرف میڈیائی افواہوں کی حد تک جرنیل اور فاتح ہیں۔ ورنہ ساری دنیا جانتی ہے میڈیا کو حکومت کی طرف سے ہی ہدایات ملتی ہیں اور ان کے سارے اقدامات حکومت کے حکم پر ہوتے ہیں۔ سب کو معلوم ہے دشمن کے شکست خوردہ فوجیوں کو نیا حوصلہ دینے کے لیے میڈیا خود سرگرم ہے۔ انہیں ایک فاتح اور سپوت ثابت کرنے کے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ دوستم کا تعلق اسی جوزجان سے ہے، جہاں مجاہدین نے مختلف مقامات پر چھوٹی بڑی کارروائیاں کی ہیں اور دوستم صاحب کچھ بھی نہیں کرسکے۔ خم آب کی جنگ میں جنرل دوستم مسلح ہو کر آئے تھے، مگر الحمدللہ شدید شکست سے دوچار ہوئے۔ تقریباً دوستم کے 40 یا 45 افراد ہلاک ہوگئے تھے۔ دشمن کے خاص محافظوں میں سے 7 افراد ہلاک ہوگئے۔ ان کے بہترین جنرلوں میں سے کئی اہم ہلاک ہوگئے۔ جس زمانے میں جنرل دوستم نے خم آب پر اپنی توجہ بڑھا دی اور ساری فوج وہیں لا کر جمع کردی تھی، مجاہدین نے شبرغان مرکز پر حملہ کردیا، جس سے دوستم اور اس کے ساتھی بہت گھبرا گئے۔ وہ خم آب چھوڑ کر واپس مرکز چلے گئے، تاکہ مجاہدین کی جانب سے شہر پر ہونے والے حملے روک سکیں۔

عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ جوزجان میں مجاہدین کم ہوں گے۔ چوں کہ جنرل دوستم کا مرکزی علاقہ وہی ہے، اس لیے وہاں ان کے حامی زیادہ ہوں گے۔ حالانکہ یہ حقیقت نہیں ہے۔ الحمدللہ! مجاہدین بھی زیادہ ہیں اور عوام بھی دوستم کے بجائے مجاہدین کو زیادہ توجہ دیتے ہی۔ مجاہدین کو اتنی قوت حاصل ہے کہ جنرل دوستم کے گھر کے ہزار میٹر کے اندر تک حملہ کر سکتے ہیں۔ دشمن کا مکار میڈیا ایسا پروپیگنڈہ کرتا ہے، تاکہ وہ اپنا ہارا ہوا حوصلہ پھر سے بلند کرسکے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہاں کے عوام دشمن کے اس پروپیگنڈے میں نہیں پھنستے۔ وہ میڈیا کے تخلیق کردہ ان جھوٹے پہلوانوں کو کوئی توجہ نہیں دیتے۔ جب فاریاب میں جنگ جاری تھی، دوستم بہت زیادہ اسلحہ اور قوت کے ساتھ آئے تھے، تاکہ فاریاب کو "مجاہدین سے نجات" دلا سکیں۔ مگر شکست انہیں کا مقدر ٹھہری۔ دشمن کے پاس چند طیارے اور صرف پروپیگنڈا رہ گیا ہے۔ جو وقتاً فوقتاً مجاہدین کے حملوں کا نشانہ بن کر تباہ ہوجاتے ہیں۔ اب تک ایک طیارہ ضلع آقچہ میں مجاہدین نے گرایا ہے۔

اسی طرح دوستم کے چند ٹینک فاریاب اور شبرغان میں مجاہدین کے ہاتھوں لگے ہیں۔ مجاہدین کے ہاتھوں ان کے بہت سے فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں۔ بہرحال دوستم کی اپنی ایک پہچان ہے کہ وہ ایک بے رحم آدمی ہے۔ اس نے ہزاروں مسلمانوں کے گھر تباہ کیے ہیں۔ اب بھی میڈیا کوشش کرتا ہے کہ مجاہدین کے دلوں پر اس کا خوف بٹھائے، مگر مجاہدین کو ان سے کوئی خوف نہیں آتا۔

> امیر المؤمنین مرحوم سے مختلف مواقع پر سو دفعہ سے زائد ملاقاتیں ہوئی ہیں۔ واقعتاً یہ لوگ اولیائے وقت تھے۔ ان کی شخصیت بہت مثالی تھی۔ انتہائی سادہ زندگی اور بے تکلف، بہت سی یادیں ہیں۔ ایک بار قندھار میں ایک اجلاس میں بیٹھے تھے، جو اقتصادی حوالے سے تھا۔ مَیں بھی ہرات کے محکمہ تجارت کے سربراہ کی حیثیت سے شریک تھا۔ پلاسٹک کی جس چٹائی پر ہم بیٹھے تھے، ملا صاحب مرحوم انتہائی سادگی اور بے تکلفی سے وہیں ہمارے ساتھ بیٹھ گئے۔ اور ہمیں تاجر طبقے کے حوالے سے وصیت کی کہ کوشش کرو ملک کے تاجروں سے اچھا سلوک کرو۔ اور ان کے لیے سہولیات پیدا کرو۔ ہم سب نے ان کی بہت اطاعت کی اور اسی اطاعت کی خاطر تاجروں کے معاملات نمٹانے میں مقرر وقت سے بھی زائد کام کیا۔

سوال: جوزجان کے عوام اور مجاہدین کے درمیان تعلق کیسے ہیں؟

جواب: الحمدللہ! جوزجان کے شریف عوام کے حوالے سے جہاں تک مَیں جانتا ہوں، لوگ مجاہدین کے طرف دار ہیں۔ وہ مجاہدین سے محبت رکھتے ہیں۔ سب لوگ مجاہدین سے خوش ہیں۔ مجاہدین سے تعاون بہت رضامندی، شوق اور خوشی سے کرتے ہیں۔ کسی قسم کے تعاون سے دریغ نہیں کرتے۔ اپنے بیٹوں کو جہاد کے لیے تیار کرتے ہیں۔ مجاہدین کے سامنے ہوں یا پیٹھ پیچھے، اُن سے انتہائی رضامندی اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ ہماری کامیابی کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ قوم ہماری پشت پر کھڑی ہے۔ اسی طرح مجاہدین بھی عوام سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔ صحیح معاشرت اور اچھے اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ مَیں نے خود تمام مجاہدین کو کہا ہے اور اب بھی انہیں یہی نصیحت کرتا ہوں کہ لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ یہ ہماری قوم ہے اور ہمیں اس قوم کی ضرورت ہے۔ چھوٹے بڑے سب کا احترام ہونا چاہیے۔ اسی طرح سے لوگ مجاہدین کی جانب زیادہ متوجہ رہیں گے اور جنرل دوستم اور جنبش ملی سے دور رہیں گے۔

سوال: آپ کے صوبے میں ازبکیوں کے حالات کیسے ہیں؟

جواب: ازبکی صوبہ جوزجان میں بہت کم ہیں۔ ان میں سے اکثر یا تو ہلاک ہو گئے ہیں یا مجاہدین کے ساتھ مل گئے ہیں۔ ہمیں ازبکیوں کے حوالے سے کوئی تشویش نہیں ہے۔ دشمن کا یہ پلان ہمارے علاقے میں ناکام ہے۔

سوال: محترم گورنر صاحب! عسکری کارکردگی کے علاوہ آپ کے صوبے کے دیگر معاملات مثلاً: تعلیم وتربیت، قضا اور دعوت و ارشاد وغیرہ کیسے چل رہے ہیں؟

جواب: الحمد للہ! پورے صوبے میں مختلف اضلاع میں تمام شعبوں میں افراد متعین کردیے گئے ہیں۔ وہ اپنی ذمہ داری پوری طرح ادا کر رہے ہیں۔ ان کی کارکردگی قابل اطمینان ہے۔ ہم ان سے خوش ہیں۔

سوال: آپ اپنے بالا تر عہدے داروں اور رہنماؤں سے کس حد تک خوش ہیں اور وہ آپ کے کام سے کس حد تک مطمئن ہیں؟

جواب: (مسکرا کر) مَیں اپنے بڑوں سے راضی اور خوش ہوں۔ انہوں نے ہماری مکمل پشتیبانی کی ہے اور کر رہے ہیں۔ اپنے بارے میں تو وہ خود جانتے ہوں گے اور ان شاء اللہ راضی ہی ہوں گے۔

سوال: آپ کے صوبے میں نئے امیر صاحب سے بیعت کے مراسم اور عالی قدر امیر المؤمنین مرحوم رحمہ اللہ کی فاتحہ خوانی کس طرح ادا کی گئی؟

جواب: الحمد للہ! جیسے ہی امیر المؤمنین رحمہ اللہ کے انتقال کی خبر اور ملا اختر محمد منصور صاحب حفظہ اللہ کی امارت کی خبر پہنچی، ہم نے اُنہی شروع کے دنوں میں پورے صوبے کے مجاہدین کو بلایا اور انہیں اس خبر سے مطلع کیا۔ انہیں تعزیت اور بیعت کا پیغام سنایا۔ جس کا صوتی پیغام میرے خیال میں الامارہ سائٹ پر بھی نشر ہو چکا ہے۔ اسی طرح امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی روح کے لیے ایصال ثواب کے طور پر قرآن کریم کے ختم بھی کیے۔

سوال: امارت اسلامیہ کے سابق دور میں آپ کی کیا ذمہ داریاں رہی ہیں اور امیر المؤمنین رحمہ اللہ معاملات کس طرح چلاتے تھے؟

جواب: کیوں نہیں! خوش قسمتی سے مَیں امارت اسلامیہ کے ابتدائے ظہور سے اس تحریک کے ساتھ رہا ہوں۔ مَیں قندھار شہر کی فتح سے بھی پہلے ان کے ساتھ تھا۔ مَیں نے امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں قندھار میں بہ حیثیت سیکرٹری کام کیا ہے۔ ہرات کی فتح کے بعد ہرات چھاؤنی 3 میں کام کیا ہے۔ اس کے بعد ہرات میں بجلی کے محکمے میں سربراہ کی حیثیت سے کام کیا ہے۔ بعد ازاں محکمہ تجارت کا سربراہ رہا۔ پھر کچھ عرصہ شہری منصوبہ بندی کے سربراہ کی حیثیت سے کام کیا اور محکمہ حج و اوقاف میں بھی بہ حیثیت رئیس ذمہ داریاں ادا کیں ہیں۔

امیر المؤمنین مرحوم سے مختلف مواقع پر سو دفعہ سے زائد ملاقاتیں ہوئی ہیں۔ واقعتاً یہ لوگ اولیائے وقت تھے۔ ان کی شخصیت بہت مثالی تھی۔ انتہائی سادہ زندگی اور بے تکلف، بہت سی یادیں ہیں۔ ایک بار قندھار میں ایک اجلاس میں بیٹھے تھے، جو اقتصادی حوالے سے تھا۔ مَیں بھی ہرات کے محکمہ تجارت کے سربراہ کی حیثیت سے شریک تھا۔ پلاسٹک کی جس چٹائی پر ہم بیٹھے تھے، ملا صاحب مرحوم انتہائی سادگی اور بے تکلفی سے وہیں ہمارے ساتھ بیٹھ گئے۔ اور ہمیں تاجر طبقے کے حوالے سے وصیت کی کہ کوشش کرو ملک کے تاجروں سے اچھا سلوک کرو۔ اور ان کے لیے سہولیات پیدا کرو۔ ہم سب نے ان کی بہت اطاعت کی اور اسی اطاعت کی خاطر تاجروں کے معاملات نمٹانے میں مقرر وقت سے بھی زائد کام کیا۔

سوال: آپ کی طرف سے کوئی پیغام، جو آپ افغان عوام کو دینا چاہتے ہیں؟

جواب: مَیں افغان عوام، خصوصاً جوزجان کے عوام کو پیغام دینا چاہتا ہوں کہ ہمیشہ مجاہدین کے معاون رہیں۔ یقین کریں عزت جہاد میں ہے۔ مَیں نے کئی بار مجاہدین کو وصیت کی ہے کہ ہم اقتدار کی خاطر نہیں لڑ رہے۔ ہمارا جہاد اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے ہے۔ جب تک ہم زندہ رہیں، ہمارا جہاد جاری رہے گا۔ ہماری عزت جہاد کو جاری رکھنے میں ہے۔ مَیں قوم کے تمام طبقات سے عرض کرتا ہوں کہ جس طرح انہوں نے اس سے قبل ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے، اب بھی اپنا تعاون جاری رکھیں۔ جان لیں کہ دشمن اب شکست کھانے کو ہے، جس طرح ان کے آقاؤں نے شکست کھائی ہے۔ سرمایہ دار لوگ مجاہدین کی مدد کریں۔ علماء اور بڑے بزرگ مجاہدین کے لیے دعائیں کریں۔ ان شاء اللہ آخری کامیابی مجاہدین کی ہوگی۔

❖ ❖ ❖

اشرف غنی کے قول و فعل میں تضاد

اشرف غنی نے انتخابی مہم کے دوران عوام کے ساتھ بلندوبانگ وعدے کیے تھے۔

جو شہری ہلاکتوں کی بڑی وجہ ہے۔ غیر قانونی اسلحہ کی خرید و فروخت

وہ جس صوبے میں جلسہ سے خطاب کرتے وہاں کے عوام کے ساتھ زراعت اور صنعت کو ترقی دینے، تعلیم اور صحت پر خصوصی توجہ دینے اور پانی و بجلی کے مسائل ترجیحی بنیادوں پر حل کرنے کے وعدے کرتے تھے۔ عوام بھی دوسرے صدارتی امیدواروں کے بجائے اشرف غنی سے کچھ توقعات لگائے بیٹھے تھے۔ میڈیانے بھی ان کے جلسوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ انتخابی مہم ختم ہوئی، دوبار انتخابات ہوئے اوردوسری بار اشرف غنی کی کامیابی کا اعلان کیا گیا۔ اشرف غنی نے عوام سے سو دن کے اندر ملک میں واضح تبدیلی لانے اور سرکاری اداروں میں اصلاحات کرنے کا اعلان کیا۔ عوام نے انتظار کیا کہ دیکھتے ہیں، ناگزیر تبدیلیوں کے نئے دعوے دار سو دن میں کیا گُل کھلاتے ہیں؟! جب ایک سال اور سو دن گزر جانے پر وعدوں کی ڈیڈ لائن ختم ہوگئی تو عوام نے دیکھا کہ ان کے غمِ روزگار کے بارے میں مسیحائی کرنے والے ایک سال اور سو دن پورے کرنے کے سوا کچھ بھی تو نہیں کرسکے۔ بلکہ طُرفہ تماشا یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ وہ آج تک اپنی کابینہ بھی مکمل نہیں کر پائے۔ان حالات میں عوام سوچ رہے ہیں کہ ہمارے زخموں کو مرہم دکھا کر تسلیاں دینے والے شخص کے ساتھ کیا امید اور توقع باندھی جائے؟! عوام کے غم، ان کے درد اور ان کے اقتصادی، معاشی، سیاسی، جنگی، معاشرتی اور پانی، بجلی، گیس اور دو وقت کی روٹی کے ساتھ عزت کے زندگی کے مسائل وہیں کے وہیں ہیں، جہاں اشرف غنی کی انتخابی مہم کے دوران تھے۔ آنسوؤں اور آہوں کی رُوداد اب بھی جاری ہے۔ کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ ہمارا افغانستان آج بھی اُن مسائل میں گھرا ہوا ہے، جو امریکا کے حملوں کے بعد پیدا ہوئے تھے۔

اشرف غنی کے دورِ حکومت میں الٹا سیاسی، فوجی، اقتصادی ، معاشرتی اور خارجہ پالیسی میں ملک کو نقصان بھی ہو رہا ہے۔ مثلا:

رات کی تاریکی میں قابض افواج کے چھاپوں میں اضافہ ہوا ہے، جو شہری ہلاکتوں کی بڑی وجہ ہے۔

غیر قانونی اسلحہ کی خرید و فروخت میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے، جب کہ جرائم پیشہ عناصر کو بھی کھلی چھوٹ ہے۔

کرپشن میں ریکارڈ اضافہ ہوا ہے۔ لوٹ مار کی وارداتیں عام ہوگئی ہیں۔کابل بینک کے منیجر خلیل اللہ فیروزی کی جانب سے کروڑوں ڈالر کی چوری واضح مثال ہے۔

افغانستان اقتصادی بحران سے دو چار ہے۔ اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں بے تحاشا اضافہ ہوا ہے۔ افغانی روپے کی قدر مزید کم ہوگئی ہے۔

سفارتی حوالے سے بھی حکومت بہت کمزور ہے۔ ایک سال گزر گیا ہے، لیکن حکومت نے کسی ہمسایہ ملک کا اعتماد حاصل نہیں کیا۔

مؤقف میں تضاد رکھنے اور اچھی حکمت عملی نہ ہونے کے باعث سیاسی اور فوجی لحاظ سے ملک بڑے بحرانوں کا شکار ہے۔

فورسز کے حوصلے پست ہو چکے ہیں۔ وہ طالبان کے مقابلے میں بہت کمزور ہے۔ وہ طالبان کے حملوں کا دفاع نہیں کر سکتی۔ مظلوم شہریوں اور طلبہ کو حراست میں لینا، ان پر تشدد کرنا روز کا معمول بن چکا ہے۔

جرائم پیشہ عناصر کو مسلح کرنا، بڑے بڑے مجرموں، قاتلوں اور لٹیروں کو اہم سرکاری عہدوں پر فائز کرنا جیسے اقدامات عوام میں نفرت کا باعث بن رہے ہیں۔

ہزاروں لوگوں کے قاتل جنرل دوستم کو قتل عام کی اجازت دینا، اشرف غنی کی سب سے بڑی کمزوری اور ناکامی ہے۔ جس کے باعث عوام کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

یہ وہ مسائل ہیں، جن کے حل کے لیے اشرف غنی نے عوام کے ساتھ وعدے کیے تھے، لیکن ایک سال اور سو دن گزرنے کے باوجود ان کی حکومت اپنے وعدوں کو عملی جامہ پہنانے میں ناکام رہی، بلکہ کرپشن، بدانتظامی، بدامنی، چھاپوں، لوٹ مار اور شہریوں کی ہلاکتوں میں کئی گنا اضافے کا بھی سبب ہوئی ہے۔

طالبان نے ’طلوع‘ اور ’یک ٹی وی‘ چینلوں کو کیوں چیلنج کیا؟

شاہد غزنیوال

حال ہی میں امارت اسلامیہ کے فوجی کمیشن کی جانب سے طلوع اور یک ٹی وی چینلوں کو حملوں کانشانہ بنانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ ایک اعلامیہ جاری میں کہا گیا ہے کہ ”ان دو چینلوں کا تمام عملہ طالبان کے حملوں کی لسٹ میں شامل کیا گیا ہے۔“

طالبان کے اس انتہائی اعلان کی چند وجوہات پیش خدمت ہیں:

افغانستان پر امریکی یلغار کے فورا بعد انہوں نے اپنی جارحیت کو سندِ جواز بخشنے کے لیے پروپیگنڈے کی جنگ بھی شروع کر دی۔ پروپیگنڈہ جنگ کے لیے بھی وہی اقدامات اٹھائے، جو فوجی یلغار کے لیے کیے گئے تھے۔ انہوں نے منظم منصوبہ بندی کر کے پروپیگنڈہ مہم کا آغاز کیا۔ امریکا نے سب سے پہلے میڈیا کے ذریعے کچھ اصلاحات کا نعرہ لگایا اور پھر افغان عوام کی ذہن سازی پر کام شروع کیا۔ جمہوریت، آزادی اظہار رائے، دہشت گردی کے خلاف جنگ، حقوق نسواں وغیرہ وغیرہ۔ انہوں نے میڈیا کے ذریعے ان چند عنوانات کی تشہیر پر زور دیا۔ اس کام کے لیے وسائل فراہم کیے گئے۔ اپنے تمام جنگی جرائم کو خوشنما نعروں کے نقاب میں چھپانے کی کوشش کی گئی۔ امریکا نے پروپیگنڈہ مہم کے تحت افغانستان میں سیکڑوں اخبارات، جرائد، ریڈیو اور ٹی وی چینلز کا جال بچھایا۔ ان کے اختیارات اور انتظامات چند ایسے ضمیر فروش افغانیوں کے سپرد کر دیے، جو امریکی مفادات کے تحفظ کے لیے امریکیوں سے بھی زیادہ وفادار تھے۔ ان میں سے طلوع اور یک ٹی وی چینل نے مغربی تہذیب کے پرچار اور افغان روایات کے خلاف فرنٹ لائن کا کردار ادا کیا۔ ان کے پاس جدید مواصلاتی وسائل اور آلات موجود ہیں۔ اسی وجہ سے عوام میں بھی ان کی نشریات مقبول ہیں اور انہیں پذیرائی مل رہی ہے۔ یہ امریکا کی وفاداری میں دوسروں سے چند قدم آگے ہیں۔ ان دو ٹی وی چینلوں نے امریکی فوجی کارروائیوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کے علاوہ افغان معاشرے میں مغربی تہذیب کو پروان چڑھانے میں بھی کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ انہوں نے مختلف پروگراموں کے ذریعے معاشرے میں فحاشی و عریانی پھیلانے، حجاب سے نفرت پیدا کرنے، مخلوط معاشرے کے قیام، مذہب کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھنے کی سوچ کو ابھارنے کے علاوہ اسلامی اقدار اور افغان روایات کے خلاف مسلسل نشریات پیش کی ہیں۔ جن کے خلاف کئی مرتبہ افغان عوام نے صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ مختلف تعلیمی اداروں کے طلبہ نے ان کے خلاف مظاہرے کیے اور ان چینلوں پر پابندی کا مطالبہ کیا ہے۔

طلوع اور یک ٹی وی چینلوں نے فکری اور نظریاتی جنگ کے میدان میں اہم کردار ادا کرنے کے علاوہ فوجی محاذ پر بھی امریکا کے لیے فرنٹ لائن کا کردار ادا کیا ہے۔ یہ دونوں ادارے امریکی فوجی کاروائیوں کو کامیاب ثابت کرنے اور طالبان کی قوت کو کمزور پیش کرنے میں باقی میڈیا سے سبقت لے گئے ہیں۔ مثلا: جب طلوع نیوز کے رپوٹر کابل حکومت کی فوجی کاروائیوں کی رپورٹنگ کے لیے کسی محاذ پر جاتے ہیں تو وہ ایسی رپورٹ شائع کرتے ہیں، جیسے وزارت دفاع کا کوئی اہل کار رپورٹ پیش کر رہا ہے۔ یہ فرق واضح کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ وزارت دفاع کا کوئی اہل کار ہے یا کسی ٹی وی چینل کا رپورٹر ہے؟ طلوع نیوز کے رپورٹر ایسے موقع پر نیشنل آرمی کے اہل کاروں کی ٹوپی، واسکٹ اور وردی زیب تن کرتے ہیں، جیسا کہ کوئی فوجی اہل کار ہے۔

جنگی محاذ سے لائیو رپورٹ پیش کرتے کے وقت ان چینلوں کے رپورٹروں کو دیکھ کر یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ یہ کسی آزاد اور خود مختار نیوز چینلز کے رپورٹرز ہیں، بلکہ ایسا یقین ہونے لگتا ہے کہ یہ وزارت دفاع کے سرکاری میڈیا کی ٹیم کے اہل کار ہیں، جو سرکاری نیوز چینل کے لیے تفصلات پیش کر رہے ہیں۔ تمام صحافیوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ جنگ کے دوران رپورٹ پیش کرتے کے وقت وہ واسکٹ استعمال کریں، جس پر Press لکھا گیا ہو۔ کیوں کہ جنگ کے دوران فریقین کی ذمہ داری ہے کہ وہ مخصوص صحافتی لباس کے صحافیوں کی حفاظت کا خیال رکھیں، لیکن طلوع اور یک نیوز چینلوں کے صحافی جان بوجھ کر جنگ موقع پر فوجی لباس استعمال کرتے ہیں، جس کے باعث فوجی اہل کاروں اور صحافیوں کی شناخت میں فرق نہیں ہوتا اور سرکاری رپوٹروں کی طرح طالبان کے خلاف زہر اگلتے ہیں۔ پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور حکومتی اہل کاروں کی ناکامی کو چھپا کر ان کی کامیابی کے غلط دعوے کرتے ہیں۔ اس لیے طالبان مجبور ہوئے کہ وہ ان صحافیوں کے ساتھ وہی سلوک کریں، جو جنگ کے دوران فورسز کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ کیوں کہ ان صحافیوں نے جنگ کے دوران ہمیشہ جانب داری کا مظاہرہ کرکے خود کو "فریق" ثابت کیا ہے۔ طالبان مجبور ہو چکے ہیں کہ وہ انہیں صحافی کے طور پر نہیں، بلکہ فوجی اہل کار کی نظر سے دیکھ کر ان کے خلاف کاروائی کریں۔ طلوع نیوز کے رپورٹر جنگ کے محاذ پر وہی تفصیلات پیش کرتے ہیں، جو فورسز انہیں مہیا کرتی ہے۔ فورسز طالبان کو دہشت گرد کے نام سے یاد کرتی ہے تو رپورٹر بھی طالبان کے لیے دہشت گرد کا نام استعمال کرتے ہیں، جو صحافتی اصولوں کی خلاف ورزی اور جانب داری کا واضح ثبوت ہے۔ صحافتی اصول یہ ہے کہ وہ غیر جانب دار رہ کر کسی فریق کو بھی مخالف فریق کے دیے گئے نام سے مت پکارا جائے۔ نہ ہی کسی کے خلاف غیر تصدیق شدہ خبر "پروپگینڈہ" شائع کیا جائے۔

اگرچہ مغربی میڈیا اور حکام نے طلوع اور یک نیوز چینلوں سے متعلق طالبان کے فوجی کمیشن کا اعلامیہ مسترد کر دیا ہے اور یہ اعلان کیا ہے کہ صحافیوں پر حملے جنگی جرائم میں شامل ہیں، لیکن طالبان نے اپنے اعلامیہ میں وضاحت کے ساتھ یہ لکھا ہے کہ وہ آزاد اور غیر جانب دار صحافیوں کی قدر کرتے ہیں۔ ان کے تحفظ کے لیے ہر ممکن اقدامات اٹھاتے ہیں، کیوں کہ ان کا تحفظ مجاہدین کی ذمہ داری ہے۔ فوجی کمیشن کے اعلامیہ میں طلوع اور یک نیوز چینلوں کے صحافیوں کو نشانہ بنانے کی دھمکی بحیثیت صحافی نہیں، بلکہ بحیثیت فوجی اہل کاروں کے ترجمان کے دی گئی ہے۔ طالبان میڈیا کی آزادی پر یقین رکھتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں، لیکن صحافی کو صحافی ہی رہنا چاہیے، حکومت کے ترجمان کا کردار ادا نہ کریں۔ بصورت دیگر وہ اپنی صحافتی بد دیانتیوں کے خود ذمہ دار ہوں گے۔

کیا نیٹو کا ایک سالہ مشن کامیاب ہوگا؟!

ہارون بلخی

تاریخ بتاتی ہے کہ اکثر اوقات طاغوتی قوتوں نے مظلوموں پر چڑھائی کی ہے۔ بالخصوص مسلم ممالک اور ان کے نہتے عوام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی کوشش کی گئی ہے۔ حتیٰ کہ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ دنیا کے کونے کونے میں مسلمان ظلم کی چکی میں پسے جا رہے ہیں۔ ان کی جان، مال، عزت اور آبرو محفوظ نہیں ہے۔ مختلف بہانوں سے مسلمانوں کی نسل کشی کی جا رہی ہے۔ جدید ٹیکنالوجی آزمانے کی لیبارٹریز صرف اور صرف مسلمان خطے ہیں۔ جب امریکا نے 7/ اکتوبر 2001ء کو افغانستان پر حملہ بولا تو کفریہ ممالک کے لشکر ایساف کے پرچم تلے افغانستان کے طول و عرض میں پھیل گئے۔ رہی سہی کسر نیٹو نے 2003ء میں پوری کر دی اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔ اس حوالے سے رواں ماہ بیلجئیم کے دارالحکومت برسلز میں نیٹو کے وزراء خارجہ کے اجلاس کے بعد سیکرٹری جنرل 'ژان سٹولٹنبرگ' نے کہا کہ افغان سیکورٹی فورسز کو تربیت اور مشورہ دینے کے لیے 28 ممالک کا اتحاد نیٹو کے جھنڈے تلے 2016ء تک 12 ہزار فوجی فراہم کرنے کا وعدہ پورا کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ یہ فیصلہ زمینی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ یہ تعداد افغانستان میں نیٹو فوج کی موجودہ نفری کو باقی رکھنے کے حوالے سے بہت بہتر اقدام ہے۔ سیکرٹری جنرل کے اس اعلان سے قبل نیٹو رکن ممالک کے وزرائے خارجہ نے بھی اِس فیصلے کی توثیق کی ہے۔

نیٹو کا یہ فیصلہ ایسے وقت میں سامنا آیا ہے کہ ملک بھر میں بدامنی پھیلی ہوئی ہے۔ کسی کی جان و مال محفوظ نہیں ہے اور کابل انتظامیہ کا کنٹرول روز بروز کم ہوتا جارہا ہے۔ اگرچہ دسمبر 2014ء کو غاصب فوجوں نے افغانستان میں فوجی مشن کے اختتام کا اعلان کیا تھا۔ اور امریکا و نیٹو ممالک نے افغانستان سے اپنی افواج کی کمی اور افغانوں پر مستقبل میں حملے نہ کرنے کی بات کہی تھی۔ تب ان کا کہنا تھا کہ وہ صرف تربیتی امور میں افغان فوجیوں سے تعاون کریں گے۔ یہ اعلان ایک طفل تسلی کے سوا کچھ نہیں تھا۔ جارحیت پرست اب بھی حملوں سے باز نہیں آئے۔ آج تک ملک بھر میں ڈرون حملے اور فوجی کاروائیاں جاری ہیں، جن میں ہزاروں شہری زندگی کی بازی ہار چکے ہیں۔ اس کے علاوہ متعدد بار کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کی سیکورٹی فورسز اور ان کے مراکز کو نشانہ بنایا گیا، جس کے نتیجے میں متعدد سیکورٹی اہلکار ہلاک ہوئے ہیں۔ چودہ برس کے دوران جارح فوجوں نے افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے۔ قتل عام کی وجہ سے لوگ خوف وہراس میں مبتلا ہیں۔ ہزاروں مظلوم بچے اور خواتین امریکی و نیٹو کے ظلم و وحشت کی آگ میں جھلس گئے ہیں۔ لاکھوں لوگ ہجرت پر مجبور ہوئے اور ملک خون میں ڈوب گیا ہے۔

چودہ سال تک جنگ لڑنے کے بعد بھی امریکی اور نیٹو فوج کے مقاصد پورے نہیں ہو سکے ہیں۔ اس کے علاوہ نہ افغان فوج کی استعداد میں کوئی بہتری آئی ہے۔ یہ سچ ہے کہ افغانوں نے اپنے جذبۂ جہاد کی بدولت برطانیہ کو شکست دی اور روس کو ٹکڑے کر دیا۔ اب وہ وقت ہے امریکا و نیٹو بدترین ہزیمت سے دوچار ہیں۔ ہم برطانیہ اور روس کی شکست کو سامنے رکھ کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ نیٹو کی طرف سے افغانستان میں مزید قیام کے اعلان سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ استعماری افواج شاید زندہ سلامت واپس جانے کی فکر میں نہیں ہیں۔ نیٹو کا یہ فیصلہ بھی اسے کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکے گا۔ زبانی دعوؤں کی بات اَور ہے، لیکن میدانِ جنگ میں طالبان کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا اُن کے بس کی بات ہے ہی نہیں! یہ حقیقت ہے کہ جب ظلم آخری حدوں کو پار کر جائے تو مظلوم کی آہیں عرشِ الٰہی کو ہلا دیتی ہیں۔ جب مظلوم کو اس طرح بے بس کر دیا جائے کہ وہ اپنے گھربار، عزیز و اقارب اور مال و دولت سے محروم ہو جائے تو وہ ظالم سے حساب برابر کرنے کے لیے بھڑک اٹھتا ہے۔ پھر وہ دشمن کو ایسا سبق سکھاتا ہے، جسے وہ ہر دور میں یاد رکھتا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ افغان باوجود کمزور و ناتواں ہونے کے عزت دار اور دین پر مَر مٹنے والے ہیں۔ اسی لیے تاریخ گواہ ہے کہ جب ظلم و ستم کا لاوا پک جائے تو وہ ایک دن ایسا پھٹتا ہے کہ ظالموں کو نشانِ عبرت بنا کر رکھ دیتا ہے۔

حالیہ فتوحات

مجاہدین کی وحدت اور قوت کا مظہر

امارت اسلامی کے مجاہدین نے ملک کے بیشتر علاقوں میں موسم سرما کے باوجود دشمن پر تند و تیز حملے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ہر دن کابل ادارے کے مسلح اہل کاروں کے فرار، ہلاکتوں اور مجاہدین کے سامنے سرنڈر ہونے کی خبریں آ رہی ہیں۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے صوبہ فاریاب کے ضلع خواجہ موسیٰ کے علاقے تخت بازار میں کابل حکومت کا ایک فوجی ہیلی کاپٹر مار گرایا ہے، جس میں عملے کے 5 افراد ہلاک، جب کہ اسی واقعے میں بچ جانے والے 15 فوجیوں کو گرفتار کر کے محفوظ مقام پر منتقل کر لیا گیا ہے۔ دشمن پر مجاہدین کی جانب سے یہ ایک کاری ضرب تھی، جس میں ان کا ہیلی کاپٹر تباہ اور عملہ طالبان کے ہاتھوں قید ہوا۔ کابل حکومت نے بھی اس واقعے کی تصدیق کی ہے اور کہا ہے: "مذکورہ طیارہ وزارت دفاع کا تھا، جسے طالبان نے نشانہ بنایا ہے۔" یاد رہے طالبان نے مذکورہ طیارے اور گرفتار افراد کی ویڈیو سوشل میڈیا پر جاری کر دی ہے، جس میں طیارے میں آگ لگی ہوئی نظر آتی ہے۔ جب کہ اگلے منظر میں گرفتار شدہ افراد کو دکھایا گیا ہے۔

اسی طرح صوبہ پروان کے علاقے کوہی صافی کے سربند نامی علاقے میں مجاہدین نے جاسوسی کے مشن پر مامور غیر ملکی جارحیت پسندوں کا جاسوس طیارہ مار گرایا، جس کے ملبے پر بعد میں جارحیت پسندوں نے بمباری کر دی، تاکہ اہم مواد مجاہدین کے ہاتھ نہ لگ سکے۔

صوبہ غور کے مرکز چاغچران سے ملحقہ اللہ یار کے علاقے میں مجاہدین نے شدید لڑائی کے نتیجے میں دشمن کو بھاری نقصانات پہنچائے۔ جس میں پولیس اور فوج کے دو کمانڈروں سمیت 11 اہل کار ہلاک، جب کہ 5 گرفتار ہوئے۔ اس کے علاوہ اس حملے میں دشمن کے 2 ٹینک تباہ، جب کہ ایک ٹینک، ایک رینجر گاڑی، 11 کلاشنکوف، ایک راکٹ لانچر، ایک مارٹر توپ اور ایک ہیوی مشین گن سمیت کئی فوجی وسائل مجاہدین کو غنیمت کے طور پر ہاتھ آئے۔

صوبہ تخار کے ضلع خواجہ بہاؤالدین میں مجاہدین نے عزم آپریشن کے دوران کتک نامی علاقہ مکمل طور پر فتح کر لیا ہے۔ یہ ایک گنجان آباد علاقہ ہے، جو ابھی تک مجاہدین کے قبضے میں ہے۔

صوبہ بادغیس کے ضلع جوند میں دشمن نے مجاہدین پر حملہ کیا، جنہیں مجاہدین کی بھرپور مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کارروائی میں دشمن کے 10 اہل کار ہلاک ہوگئے، جب کہ 5 گرفتار ہوئے۔ اسی طرح اس جھڑپ میں مجاہدین کو 10 کلاشنکوف بھی غنیمت کے طور پر ملے۔

صوبہ پکتیکا کے مرکز شرنہ کے قریب مجاہدین نے قومی ملیشیا کا ظالم اور وحشی کمانڈر 'معبدل' مجاہدین کے ایک حملے میں ہلاک ہوگیا۔ کہا جاتا ہے کہ مذکورہ کمانڈر لوگوں کو طرح طرح کی اذیتیں دیتا تھا۔

صوبہ بدخشان کے ضلع جرم میں "سوچ اور شخ وغول" نامی علاقوں میں مجاہدین نے دشمن کو بھاری نقصانات پہنچائے، جس کے نتیجے میں دشمن نے علاقے میں موجود اپنا ایک بڑا فوجی اڈہ خالی کر کے راہِ فرار اختیار کر لی ہے۔ اس کے علاوہ سوچ بالا کے علاقے میں ایک چیک پوسٹ، سوچ پائیں میں بھی ایک چیک پوسٹ فتح ہوئی ہے۔ اسی طرح اس جھڑپ میں مجاہدین نے کافی تعداد میں جنگی وسائل بھی غنیمت میں حاصل کر لیے ہیں۔

مذکورہ فتوحات گزشتہ چند دنوں میں مجاہدین کی کارروائیاں ہیں، جو مجاہدین کی قوت اور وحدت کی ایک بڑی مثال ہیں۔ حالیہ دنوں میں کچھ میڈیا فورمز پر مجاہدین کے درمیان اختلافات کو ہوا دی جا رہی ہے۔ صرف دو یا تین افراد کی مخالفت کو امارت کے متوازی قوت بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے اس اقدام سے اپنی ساکھ کھونے کے علاوہ اور کچھ حاصل نہیں کیا ہے۔ کیوں کہ عوام دیکھ رہے ہیں کہ امارت اسلامیہ پورے افغانستان میں صرف ایک پرچم اور ایک امیر کے تحت متحد ہے۔ مجاہدین نے اپنی جہادی کارروائیاں پہلے سے زیادہ منظم اور مضبوط کر لی ہیں۔ گزشتہ فتوحات سے صَرف نظر کرتے ہوئے صرف حالیہ فتوحات ہی مجاہدین کی قوت اور اتحاد کا عظیم نمونہ ہیں۔

آئے روز فتوحات اور خوشخبریاں

ضیاء حقمل

رواں سال افغانستان کی چودہ سالہ جہادی تاریخ میں فتوحات کے لحاظ سے اہمیت کا حامل اور فیصلہ کن رہاہے۔ اس دوران کئی تبدیلیاں رونما ہوئیں اور مجاہدین نے اہم کامیابیاں حاصل کیں۔ مجاہدین کئی آزمائشوں سے اللہ کے فضل سے کامیابی کے ساتھ گزر گئے۔ بہت سارے کٹھن حالات، شدید مشکلات اور مصائب سے دوچار ہوئے، لیکن اللہ کی نصرت، استقامت کی برکت سے سرخرو رہے۔

ذیل میں ان آزمائشوں کی کچھ تفصیل پیش خدمت ہیں:

1۔ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد نور اللہ مرقدہ کے انتقال کا اعلان، مسلمانوں کے لیے سب سے الم ناک اور ناقابل برداشت اور افسوس ناک خبر تھی۔ اس خبر نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو رنجیدہ کر دیا تھا۔ اسلام دشمن اس خبر پر خوشی منانے کے ساتھ اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ اب طالبان کی تحریک ختم ہو جائے گی۔ طالبان کے لیے سرنڈر ہونے علاوہ اَور کوئی راستہ نہیں ہے۔ ان عناصر کو یہ معلوم نہیں تھا کہ "نظریاتی تحریک" کسی شخص کی وفات سے ختم نہیں ہوتی۔

2۔ امیر المؤمنین کی وفات کے بعد سب سے اہم مسئلہ نئے امیر کے انتخاب کا تھا۔ مخلص ساتھی اس تشویش میں مبتلا ہو گئے تھے کہ اللہ نہ کرے نئے امیر کے انتخاب پر اختلافات پیدا ہوں اور مجاہدین تقسیم ہو جائیں۔ لیکن امارت کی مرکزی شوری نے اس حساس معاملے پر نہایت اہم کردار ادا کیا اور اتفاق کے ساتھ نئے امیر کا انتخاب کیا، جس پر تمام مسلمانوں اور مجاہدین نے مسرت کا اظہار کیا۔ امیر المؤمنین رحمہ اللہ نے اپنی زندگی میں انہیں اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ وہ امارت کے تمام معاملات اور انتظامات سے اچھی طرح واقف تھے۔

3۔ اس دوران اسلام دشمن قوتوں نے انتظار کیا کہ اب امارت اسلامیہ میں اختلافات کھل کر سامنے آئیں گے اور یہ تحریک کئی دھڑوں میں تقسیم ہو کر ختم ہو جائے گی۔ امیر المؤمنین کی وفات پر انہوں نے اس موقع فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے تمام تر وسائل بروئے کار لا کر اختلافات کی خبروں کو خوب اچھالا۔ دشمنان اسلام کی یہ کوشش اور پروپیگنڈہ مہم ناکام رہی۔

4۔ رواں سال کے ابتداء میں حکومت نے کوشش کی کہ موسم بہار کے آغاز سے قبل طالبان کے خلاف مؤثر آپریشن کر کے ان کی قوت توڑ دے، تاکہ موسم بہار میں طالبان حکومت کے خلاف کاروائیاں نہ کر سکیں۔ انہوں نے اس منصوبے کے تحت ان صوبوں میں، جہاں طالبان کے مضبوط ٹھکانے ہیں، آپریشن کا آغاز کیا۔ عوام پر مظالم کا نیا سلسلہ شروع کیا۔ شہریوں کو جانی و مالی نقصان پہنچایا۔ وحشت اور درندگی کی نئی تاریخ رقم کی، لیکن ان کا یہ آپریشن بری طرح ناکام رہا۔ بلکہ اس کا فائدہ مجاہدین کو ہوا۔ لوگ حکومت سے بدظن ہوگئے۔ فورسز کے خلاف عوامی نفرت میں اضافہ ہوا۔ نیشنل آرمی کی قوت کمزور ہوئی اور ان کے حوصلے پست ہوگئے۔

5۔ رواں سال کے دوران کچھ ایسے گروہ بھی منظرِعام پر آئے، جنہوں نے جہاد اور اسلام کے حق میں بلند و بانگ دعوے کیے اور طالبان کے خلاف بلاجواز جنگ شروع کرنے کا اعلان کیا۔ امارت اسلامیہ کی قیادت نے اس حساس موقع پر بہت کوشش کی کہ یہ لوگ راہ راست پر آجائیں اور کسی تصادم کے بغیر مذاکرات کے ذریعے یہ مسئلہ حل ہو جائے، لیکن انہوں نے طالبان کی اس کوشش کو کمزوری سمجھ کر تکبر میں آگئے اور ہر قسم کے مفاہمتی عمل سے صاف انکار کر دیا۔ اس دوران مغربی میڈیا نے بھی ان کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔ امارت اسلامیہ نے انہیں منانے کی اَن تھک کوشش کی، لیکن انہوں نے مثبت جواب دینے کے بجائے طالبان کے خلاف جنگ کا آغاز کر دیا۔ مجبورا امارت کی قیادت نے وسیع تر مشاورت کے بعد ملک سے شر اور فساد کے خاتمے اور ملک کو خانہ جنگی کی آگ سے بچانے کے لیے عوام کے ساتھ مل کر ان کے خلاف بھرپور کاروائی کی، جس سے مختصر عرصے میں ان کا صفایا ہوگیا۔ کچھ لوگ مارے گئے۔ کچھ نے حکومت کے ہاں پناہ لی اور کچھ بھاگ گئے۔

موجودہ حالات اور مجاہدین کی پیش رفت:

1۔ مجاہدین کی کامیابی کی سب سے بڑی وجہ آپس کا اتحاد اور فکر و عمل کی یگانگت ہے۔ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد نور اللہ مرقدہ بھی اس لیے کامیاب رہبر اور سربراہ قرار دیے جاتے تھے کہ ان کی قیادت میں تمام مجاہدین متحد تھے۔ اللہ کے فضل و کرم سے

نئے امیر کے انتخاب کے بعد اتحاد و اتفاق کا خاص خیال رکھا اور ملک بھر سے مجاہدین اور رہنماؤں نے ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ کے ساتھ بیعت کا سلسلہ شروع کیا۔ ان کے ساتھ مکمل وفاداری اور اطاعت کا اعلان کیا۔ افغانستان سے باہر دیگر ممالک سے بھی مسلمانوں نے بیعت کی۔ اللہ تعالی نے امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے اخلاص، دیانت اور اتحاد کی بدولت نئے امیر کے انتخاب کے بعد انہیں فتوحات کے انعام سے نوازا۔

2۔ چوں کہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین صرف اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں، اس لیے ان کی صف میں قومیت، لسانیت، صوبائیت، وطن پرستی اور فرقہ واریت کے نام پر غیر اسلامی تعصب کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس لیے ملک بھر کے مختلف علاقوں میں مختلف قوموں کے لوگ امارت کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ افغانستان کے طول و عرض میں ایک امیر کی قیادت میں ایک مقصد کی خاطر بیک وقت حملوں کا آغاز کیا۔ کئی اضلاع میں امن کا سفید پرچم لہرایا۔ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

3۔ اللہ کے فضل سے عزم آپریشن کے تحت یہ وقت بھی دیکھنے کو ملا کہ مجاہدین نے قندوز کے صوبائی دارالحکومت کے دروازے پر اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ اس سلسلے میں دیگر صوبوں میں بھی حملے کرکے دشمن کو حواس باختہ کر دیا۔ غزنی، زابل، ہلمند، بغلان، فاریاب، فراہ، سرپل اور بدخشان قابل ذکر ہیں۔ مجاہدین نے ان صوبوں میں محاصرہ کیا۔ دشمن کی چیخ و پکار نے صدارتی محل کو لرزا دیا۔ مزدور فوج کے حکام نے مرکز سے تعاون کی اپیل کی اور کہا کہ اگر مدد فوری نہ پہنچی تو یہ صوبے بھی طالبان کے کنٹرول میں چلے جائیں گے۔

4۔ دشمن نے کوشش کی کہ مجاہدین کے خلاف کاروائیاں کرکے افغان فورسز کو دفاعی حالت سے نکالا جائے، لیکن جب وہ مجاہدین کی شدید مزاحمت سے دوچار ہوئے تو ان کے حوصلے پست ہوگئے۔ اب اُن کی قسمت میں ہر طرف مایوسی اور بداعتمادی کی آگ جل رہی ہے۔ وہ مجاہدین کے حملوں کے خوف سے اپنے مضبوط مراکز، فوجی اڈے، چیک پوسٹیں اور فوجی بیس چھوڑ کر راہ فرار اختیار کر رہے ہیں۔

5۔ استعماری قوتوں نے افغانستان پر فوج کشی کے بعد کوشش کی کہ وہ مستقل طور پر اس ملک پر ناجائز قبضہ قائم کرلیں۔ اور ہر اُس شخص کو قتل کریں، جو امریکی بالادستی تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے۔ افغانستان کے جن صوبوں میں ان کے خلاف مجاہدین کی مزاحمت میں شدت آرہی تھی، جارحیت پسندوں نے ان علاقوں میں انسانی تاریخ کے شرم ناک مظالم کی داستانیں رقم کی ہیں۔ وحشیانہ حملوں کے ذریعے مجاہدین کو ختم کرنے کی ہزاروں سرتوڑ کوششیں کی گئیں، لیکن اللہ کے فضل و کرم اور مجاہدین کی لازوال قربانیوں کی برکت سے یہ علاقے دشمن کے لیے قبرستان بن گئے۔ ہلمند کے ضلع موسی قلعہ اور ضلع مارجہ درحقیقت دشمن کے لیے جہنم ثابت ہوئے۔ مجاہدین نے دشمن کی تمام کوششوں پر پانی پھیر دیا۔ قابض افواج کی شکست کے بعد طالبان نے افغان مزدور فورسز کو ان علاقوں سے بے دخل کرکے ضلع موسی قلعہ اور ضلع مارجہ میں اسلامی نظام نافذ کر دیا۔ جب کہ کئی دوسرے اضلاع فتح کا انتظار کر رہے ہیں۔

6۔ مجاہدین نے افغانستان بھر میں دشمن پر تابڑتوڑ حملوں کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ مجاہدین آئے روز دشمن کے فوجی اڈوں، اضلاع، سرکاری عمارات اور چیک پوسٹوں کی فتوحات کے ساتھ بڑی مقدار میں بھاری اور ہلکے ہتھیاروں کے ذخائر حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ کے فضل سے اب مختلف صوبوں میں مجاہدین بکتر بند گاڑیوں اور فوجی ٹینکوں میں گشت کر رہے ہیں۔ دشمن کے ہتھیار اُنہی کے خلاف استعمال ہو رہے ہیں۔

7۔ مجاہدین نے جہادی قوت کو منظم بنا کر نئی جنگی حکمت عملی اپنائی ہے۔ مجاہدین جب ایک صوبے میں حملہ کرتے ہیں تو ساتھ ہی قریبی صوبوں میں بھی حملے شروع کرتے ہیں، تاکہ دشمن کی توجہ مختلف جگہوں پر بانٹ کر مجاہدین آسانی کے ساتھ ایک صوبے میں پیش قدمی جاری رکھ سکیں۔ اسی طرح "اسپیشل فورس" بنانا بھی مجاہدین کی اہم کامیابی تصور کی جاتی ہے۔

8۔ اب تقریبا ہر روز مجاہدین کی فتوحات کی خبریں منظرِ عام پر آرہی ہیں۔ مجاہدین جن علاقوں پر قبضہ کرتے ہیں، ان کا کنٹرول بھی برقرار رکھتے ہیں۔ جن علاقوں پر مجاہدین نے عزم آپریشن کے تحت قبضہ کیا ہے، ان میں سے ایک بڑے حصے پر مجاہدین کا کنٹرول برقرار ہے۔ اگرچہ دشمن کوشش کرتا ہے کہ وہ دوبارہ ان علاقوں کا کنٹرول حاصل کرے، لیکن مجاہدین کے پے درپے حملوں کے خوف سے دشمن اپنی کوشش میں ناکام رہا ہے۔

9۔ اللہ تعالی کے فضل و کرم اور بہترین اخلاق کی بدولت مجاہدین کو عوام کی وسیع حمایت حاصل ہے۔ عوام بھی مجاہدین کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ نئے امیر ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ کے ساتھ عوام کی بیعت، امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد نور اللہ مرقدہ کی وفات پر تعزیتی اجتماعات، قابض دشمن کی جانب سے مجاہدین کی حمایت کے جرم میں عوام کا قتل عام عوامی حمایت کی مثالیں ہیں۔

10۔ کابل حکومت کرپشن، بدعنوانی اور بدانتظامی کے باعث نہ صرف بدنام ہو چکی ہے، بلکہ اس کے خلاف عوامی نفرت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ حکومت میں شامل مختلف عہدوں پر فائز لوگ اور فورسز کے سیکڑوں اہل کار ہر ماہ حکومت سے علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں۔ بہت سارے لوگ سرنڈر ہو کر مجاہدین کی صف میں شامل ہو رہے ہیں، جس کے اچھے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

احمد فارسی

افغانستان اکتوبر 2015 میں

نوٹ: اس تحریر میں صرف ان واقعات اور دشمن کو پہنچنے والے مالی اور جانی نقصانات کا ذکر کیا گیا ہے، جن کا اعتراف دشمن کی طرف سے کیا گیا ہے۔

اکتوبر میں مجاہدین کی جانب سے جارحیت پسندوں اور ان کی کٹھ پتلیوں پر مختلف حملوں سے ان کو پہنچنے والے جانی اور مالی نقصانات کا آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس ماہ عزم آپریشن نے بھی کامیابی سے اپنا سفر جاری رکھا۔ ملک کے مختلف صوبوں میں کئی اضلاع مجاہدین کے قبضے میں آنے کے ساتھ مختلف فوجی وسائل بھی مجاہدین کو غنیمت کے طور پر ملے۔ ماہِ اکتوبر صرف کٹھ پتلیوں کو پہنچنے والے نقصانات کے لحاظ سے بھاری نہیں تھا، بلکہ اس ماہ جارحیت پسند نیٹو کو بھی بھاری جانی اور مالی نقصانات اٹھانا پڑے۔ ان کے اپنے اعترافات کے مطابق کئی نیٹو فوجی اس ماہ واصلِ جہنم ہو چکے ہیں۔ ایک بیش قیمت ایف 16 جنگی طیارے سمیت کئی دوسرے طیارے بھی مجاہدین کے حملوں میں زمین بوس ہوئے۔ ان واقعات کی تفصیل درج ذیل ہے:

جارحیت پسندوں کو پہنچنے والے نقصانات:

جارحیت پسندوں کا میدانِ جنگ سے بڑے پیمانے پر فرار اور جنگ کے لیے اپنے کٹھ پتلیوں کو میدان میں اتارنے کے بعد ان کے نقصانات میں کمی آئی تھی، لیکن اس ماہ انہیں جو نقصانات پہنچے، وہ توقع کے بالکل برعکس تھے۔ مختلف واقعات اور مصدقہ اطلاعات کے مطابق اس ماہ 50 سے زیادہ غیر ملکی جارحیت پسند ہلاک اور بڑی تعداد میں زخمی ہوئے۔ دشمن حسبِ سابق ان تمام نقصانات پر خاموشی اختیار کیے ہوئے ہے۔ اپنے صرف 10 فوجیوں کی ہلاکت کا اعتراف کیا ہے۔ اصل تعداد چھپانے اور دنیا کو دھوکہ دینے کے باوجود 2015 کے دوران ایک ماہ میں ان کے اعتراف کے مطابق یہ سب سے بڑی تعداد ہے۔ علاوہ ازیں اس سال ہلاک ہونے والے ان جارحیت پسندوں کی تعداد 21 ہو گئی ہے، جن کا انہوں نے خود اعتراف کیا ہے۔ جب کہ جارحیت کے آغاز سے اب تک ہلاک ہونے والے جارحیت پسندوں کی تعداد 3506 تک پہنچ گئی ہے۔ البتہ ہر مرتبہ ہلاک ہونے والوں کی تعداد کے ساتھ یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ تعداد اصل تعداد سے کئی گنا کم ہے، جن کی گواہی میدان جنگ دے رہا ہے۔ آیئے، صرف گزشتہ ماہ غیر ملکی جارحیت پسندوں پر ہونے والے حملوں کی تفصیلات ملاحظہ فرمائیں، جو ان کے نقصانات کی اصل داستان ہے:

2 اکتوبر بروز جمعہ جلال آباد ائیر پورٹ کے قریب جارحیت پسند امریکیوں کا ایک بڑا c-130 نامی طیارہ مجاہدین نے مار گرایا، جس میں سوار 14 امریکی فوجی ہلاک ہو گئے۔ دس روز بعد منگل کے دن ایک امریکی ہیلی کاپٹر کابل میں مار گرایا، جس میں 5 جارحیت پسند ہلاک، جب کہ 5 زخمی ہوئے۔ اس واقعے کے دو دن بعد صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں جارحیت پسندوں کے فوجی قافلے پر مجاہدین نے حملہ کیا، جو 16 امریکی فوجیوں کے واصل جہنم ہونے پر منتج ہوا۔ یاد رہے یہ تعداد قندوز کی جنگ میں کام آنے والے جارحیت پسندوں کی تعداد کے علاوہ ہے۔

کٹھ پتلی حکومت کو پہنچنے والے نقصانات:

مجاہدین کے کامیاب حملے اکتوبر میں بھی جاری رہے۔ یہ فتوحات جو سخت جھڑپوں کی صورت میں مجاہدین کو ملی ہیں، نتیجے میں دشمن کو بھاری جانی اور مالی نقصانات اٹھانا پڑے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

یکم اکتوبر بروز جمعرات امریکا کے سب سے بڑے حامی عبدالرب سیاف کا ایک اہم اور مشہور کمانڈر میدان وردگ میں اپنی جان کی بازی ہار گیا۔ پانچ دن بعد صوبہ بلخ کے ضلع دولت آباد کا سکیورٹی چیف مجاہدین کی ایک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر واصلِ جہنم ہوا۔ 11 اکتوبر بروز پیر صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں قومی ملیشیا کا کمانڈر مجاہدین کا ایک مارٹر گولہ لگنے سے ہلاک ہوا۔ 22 اکتوبر کو صوبہ غزنی کے ضلع جغتو کے گورنر ایک حملے میں ہلاک ہوا۔ تین دن کے بعد ملک کے شمالی علاقے خم آب میں دوستمی ملیشیا کے 5 کمانڈر مجاہدین کے ساتھ دوبدو لڑائی میں اپنے انجام کو پہنچے۔ اس ماہ کے آخر میں صوبہ بدخشان کے فوجی کمانڈر کا نائب اپنے دو ساتھیوں سمیت ہلاک ہو گیا۔

کٹھ پتلی اہل کاروں کی زندہ گرفتاری:

مجاہدین کی پے در پے فتوحات کے نتیجے میں درجنوں اہل کار گرفتار بھی ہوئے ہیں۔ 18 اکتوبر بروز اتوار صوبہ بدخشان سے مزدور دشمن نے خبر دی کہ ان کی سرحدی پولیس کے 14 اہل کار اس وقت لاپتہ ہوگئے، جب طالبان ضلع وردوج پر قبضہ کررہے تھے۔ ایک دن کے بعد امارت اسلامی کے مجاہدین نے صوبہ فاریاب کے ضلع غورماچ کے ضلعی پولیس آفیسر کو اس کے درجنوں مسلح ساتھیوں سمیت گرفتار کرلیا۔ جب کہ 24 اکتوبر بروز ہفتہ میڈیا پر مجاہدین اور حکومت کے درمیان قیدیوں کے تبادلے کی خبر دی گئی۔

ملک میں مزدور دشمن کے انسانیت سوز مظالم:

14 سالہ صلیبی جارحیت کے دوران صلیبیوں کے نقش قدم پر چلنے والی کٹھ پتلیوں نے افغانستان کی تاریخ میں ظلم وستم کی وہ داستانیں رقم کی ہیں، جن کی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔ دوسری طرف نام نہاد انسانی حقوق کی دعویدار تنظیمیں بھی اس حوالے سے خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔

گزشتہ ماہ اکتوبر کی 5 تاریخ کو مزدور دشمن کے وحشی اہل کاروں نے صوبہ بدخشان کے ضلع بھارک میں کئی مجاہدین کو گرفتار کرنے بعد آگ میں زندہ جلادیا۔ افسوس کہ نہ صرف انسانی حقوق کا نعرہ لگانے والوں نے اس واقعے پر خاموشی اختیار کی، بلکہ میڈیا فورم پر بھی اس حوالے سے سناٹا طاری رہا۔ اس قسم کے واقعات کو سامنے نہ لانے پر میڈیا بھی اس جرم میں برابر کا شریک ہے۔ حالانکہ امارت اسلامی کے مجاہدین اپنی دینی و اخلاقی ذمہ داری کے تحت نہ صرف دشمن اہل کاروں کو دشمن کی صف میں دوبارہ شامل نہ ہونے کا عہد لے کر رہا کرتے رہے، بلکہ مذکورہ سانحے کے بعد قیادت کی جانب سے مجاہدین کو سخت تاکید بھی کی گئی ہے کہ اس قسم کے واقعات کے بعد بھی دشمن کے ساتھ حسن سلوک اور اسلامی رویے میں کوئی تبدیلی نہ لائیں۔

دشمن کو پہنچنے والے مالی نقصانات:

اکتوبر ان مہینوں میں سے ایک تھا، جن میں دشمن کو بھاری نقصانات اٹھانا پڑے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی جان بچانے کو سب سے زیادہ اہم سمجھتے تھے۔ اس ماہ صوبہ قندوز اور دوسرے اضلاع کی فتح کے بعد دشمن تمام فوجی وسائل، اسلحہ، جنگی ساز و سامان اور گاڑیاں چھوڑ کر فرار ہوگیا۔ اس کے علاوہ ملک کے مختلف علاقوں میں دشمن کے کئی طیارے بھی گرائے گئے ہیں، جس کے ساتھ ہی اس ماہ دشمن کے نقصانات کا گراف ناقابلِ یقین حد تک اوپر چلا گیا ہے۔ جلال آباد میں ایک بڑے C-130 طیارے اور بگرام میں غیر ملکی جارحیت پسندوں کے ہیلی کاپٹر سمیت 13 اکتوبر کو لوگر اور بامیان میں دشمن کے دو ہیلی کاپٹر مجاہدین حملوں کا نشانہ بن کر زمین بوس ہوگئے۔ اسی روز صوبہ پکتیا کے ضلع سید کرم میں مجاہدین نے ایک امریکی ایف سولہ جیٹ طیارہ مار گرایا۔ دشمن نے اس واقعے کا اعتراف کرتے ہوئے کہا: یہ پہلا موقع تھا، جب ہمارا 100 ملین ڈالر کا ایک ایف 16 مجاہدین کے حملے میں تباہ ہوا ہے۔

عزم آپریشن:

الحمدللہ! عزم آپریشن بھی کامیابی سے جاری رہا اور بڑی فتوحات نصیب ہوئیں۔ فتوحات کا سلسلہ ملک کے شمالی صوبے بغلان سے شروع ہوا، جہاں مجاہدین نے اس صوبے کے برفک اور تالہ نامی اضلاع مکمل طور پر فتح کرلیے۔ ایک دن کے بعد میڈیا نے جوزجان کے ضلع درزآب میں خونریز جھڑپوں اور سرپل کے ضلع کوہستانات کی فتح کی نوید سنائی۔ 3 اکتوبر کو مجاہدین نے صوبہ پروان کے متعدد علاقوں میں مزدور دشمن کی چوکیوں پر کاری ضربیں لگائیں، جس کے نتیجے میں دشمن کو بھاری جانی اور مالی نقصانات اٹھانا پڑے۔ 5 اکتوبر بروز پیر کابل کے دارالامان میں حکومت کا انٹیلی جنس مرکز مجاہدین حملوں کا نشانہ بنا، جس میں خفیہ ادارے کے کئی افسران ہلاک ہوگئے۔ 11 اکتوبر کو ایک مرتبہ پھر کابل میں غیر ملکی جارحیت پسندوں پر تباہ کن حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں متعدد غیر ملکی واصلِ جہنم ہوئے۔ مجاہدین نے اس کارروائی کو قندوز میں غیر ملکی جارحیت پسندوں کی شہری آبادی پر بمباری کا بدلہ قرار دیا۔ 8 اکتوبر بروز جمعرات مجاہدین نے صوبہ فاریاب کے دو اضلاع خواجہ موسیٰ اور گرزآب فتح کرلیے، اس فتح کے تین دن بعد اتوار کے دن صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب میں خوں ریز جھڑپ کے ساتھ قندھار کے ضلع غورک کا کنٹرول بھی حاصل کرلیا گیا۔ ایک دن بعد غزنی کے مجاہدین نے کابل قندھار شاہراہ غیر ملکی جارحیت پسندوں اور ان کی معاونین کے لیے بند کردی، جس کے نتیجے میں کئی روز تک کابل کا زمینی رابطہ جنوبی صوبہ سے منقطع رہا۔ 13 اکتوبر بروز منگل مجاہدین فوجی منصوبہ بندی، عام شہریوں کے جان ومال کی حفاظت اور اسلحے کے بے جا استعمال کو روکنے کی خاطر قندوز شہر سے پیچھے ہٹ گئے۔ ایک دن بعد فراہ کا ضلع بالابلوک اور پانچ دن کے بعد 18 اکتوبر کو بادغیس کا ضلع غورماچ ایک ہفتے کے مسلسل محاصرے کے بعد فتح ہوا۔ دودوسری جانب ملک کے جنوبی علاقوں میں بھی جہادی کارروائیاں جاری رہیں۔ 18 اکتوبر بروز ہفتہ مجاہدین اور صلیبی کاسہ لیسوں کے درمیان خونریز جھڑپ ہوئی، جو تادم تحریر جاری ہے اسی ماہ 22 تاریخ کو امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے قندھار کے ضلع بولدک میں "کوئیک رسپانس فورس" کے مرکز پر استشہادی حملہ کیا، جس میں درجنوں اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔ صوبہ ہرات میں بھی جہادی کارروائیاں عروج پر تھیں۔ 21 اکتوبر کو اس صوبے کا ایک اہم ضلع غوریان مجاہدین نے فتح کیا۔

ان فتوحات کے سلسلے میں 26 اکتوبر بروز پیر مجاہدین نے اس صوبے کا ضلع خرواردشمن کے ناپاک وجود سے پاک کرلیا۔ دوسری جانب صوبہ تخار میں دو دن کے بعد اس صوبے کے ضلع درقد پر مجاہدین نے اپنا پرچم لہرادیا۔

دشمن کی صفوں میں مجاہدین کا نفوذ:

کئی سالوں سے شاید ہی کوئی ایسا مہینہ گزرا ہو، جس میں مجاہدین نے دشمن کی صفوں کے اندر کوئی کارروائی انجام نہ دی ہو۔ اس قسم کے واقعات دشمن کے لیے بھاری جانی ومالی نقصانات کا باعث بنتے ہیں۔ 12، اکتوبر بروز پیر صوبہ نیمروز کے ضلع خاشرود میں دو نفوذی مجاہدین نے 9 پولیس اہل کاروں کو فائرنگ کرکے ہلاک کر دیا۔ دس دن کے بعد میڈیا پر یہ رپورٹ آئی کہ صوبہ فراہ کے ضلع جوین میں 5 پولیس اہل کار طالبان کے سامنے سرنڈر ہوگئے ہیں۔ اس ماہ کی 26 تاریخ کو ایک نفوذی مجاہد نے صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں قومی ملیشیا کے 7 اہل کاروں کو ہلاک کیا اور جائے وقوعہ سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔

جھوٹ سے عوام کو دھوکہ میں ڈالنا:

فوجی اور سیاسی میدان میں مزدور دشمن کی مکمل ناکامی کے بعد کابل حکومت نے شرم وحیا کی تمام سرحدیں عبور کرتے ہوئے میڈیا کو دھمکی دی کہ "ان کے ہم جنس پرست سیکورٹی اداروں کو ہر محاذ پر سپورٹ کیا جائے۔ ان کی خیالی فتوحات صحافتی مہارت کے ذریعے حقیقی فتح میں بتدیل کریں اور اس حد تک حقائق چھپائے جائیں، جب تک عوام ہمارے اداروں کو فاتحین کے طور پر قبول نہ کریں۔ اس ادارے کی وزارت دفاع کے سرپرست نے یکم اکتوبر کو بیان دیا: میڈیا کو چاہیے ہمارے اہل کاروں کے حوصلے بلند رکھنے کے لیے جھوٹا پروپیگنڈہ کیا جائے، تاکہ شکست خوردہ فوجیوں کو فاتح کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔" اس جاہلانہ اعلان کے ردِ عمل میں امارت اسلامی کے ترجمان نے میڈیا سے اپیل کی وہ اپنی رپورٹس میں غیر جانب داری کا مظاہرہ کریں اور حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش نہ کیا جائے۔ لیکن اعلان کے چند لمحے بعد کچھ مغربی ایجنٹ میدان صحافت میں مجاہدین کا مقابلہ کرنے کے لیے کود پڑے۔ ان کی کوشش تھی کہ حالات کی غلط تصویر کشی کے ذریعے عوام کو دھوکہ دیا جائے۔ مجاہدین پر بے ہودہ الزامات لگائے گئے۔ شرم وحیا کی تمام حدود پار کرنے کے بعد 12 اکتوبر کو امارت اسلامی اس بات پر مجبور ہوئی کہ اس نے طلوع اور یک نامی شیطانی چینلوں کو اپنے فوجی اہداف میں شامل کرنے کا اعلان کیا۔

مجاہدین کی فوجی قوت پر دشمن کا اعتراف:

اکثر اوقات مجاہدین کی تھوڑی سی مزاحمت کے بعد دشمن کا اپنی چوکیوں، ضلعی مراکز، یہاں تک کہ صوبوں سے فرار بجائے خود مجاہدین کی قوت کا ایک بڑا اعتراف ہے، لیکن وہ اعتراف جو دشمن نے میڈیا پر کیا ہے، کچھ یوں ہے: 22 اکتوبر بروز جمعرات روئیٹر نیوز ایجنسی نے اپنی ایک رپورٹ میں لکھا کہ "طالبان دار لحکومت کابل میں وسیع اثر ورسوخ رکھتے ہیں۔ کابل کے بیشتر علاقوں میں مجاہدین موجود ہیں، جس سے استفادہ کرتے ہوئے مجاہدین اہم ہوائی اڈوں اور فوجی مراکز پر حملے کرتے ہیں۔"

شہریوں کے نقصانات اور ان کی تذلیل:

ماہِ اکتوبر میں ملکی اور غیر ملکی جارحیت پسندوں کی مختلف کارروائیوں کے نتیجے میں 88 عام شہری شہید ہوئے ہیں۔ جس کی مکمل تفصیل الامارہ ویب سائٹ پر عوامی نقصانات کے عنوان کے تحت موجود ہے۔ صرف اس لیے کہ ان کی مظلومیت سے آپ کو آگاہ کریں، کچھ واقعات یہاں نقل کیے جا رہے ہیں:

2 اکتوبر بروز جمعہ قندوز سے عینی شاہدین نے بتایا کہ قندوز میں مجاہدین سے جھڑپ کے دوران غیر ملکی خوں خواروں اور ان کے حلقہ بگوش غلام جان بوجھ کر عام شہریوں کو نشانہ بناتے رہے ہیں۔ اس ظالمانہ بمباری کے نتیجے میں نہ صرف ہسپتال عملے کے تمام افراد شہید ہوئے، بلکہ کئی مریض بھی شہید اور زخمی ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہسپتال میں موجود تمام سامان اور آلات بھی تباہ ہوئے ہیں۔ اس ماہ کی 20 تاریخ کو پینٹاگون نے تسلیم کیا کہ ان کے ٹینک بغیر اجازت ہسپتال میں داخل ہوئے تھے۔ جب کہ دوسری جانب 3 اکتوبر کو "ڈاکٹرز وِد آؤٹ بارڈرز" کے ترجمان نے امارت اسلامی کے سیاسی نمائندے کو بھیجے گئے ایک خط میں "قندوز کی فتح کے دوران ڈاکٹروں کے ساتھ مجاہدین کے حسن سلوک پر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین اجازت ملنے کے بعد غیر مسلح طور پر ہسپتال میں داخل ہوئے تھے۔ ڈاکٹروں کو اطمینان دلایا کہ وہ بے خوفی سے اپنا کام جاری رکھیں۔" 10 اکتوبر بروز ہفتہ میڈیا پر یہ رپورٹس آئیں کہ صوبہ لوگر میں غیر ملکی جارحیت پسندوں کے سرچ آپریشن اور بمباری کے نتیجے کئی عام شہری شہید ہوئے ہیں۔ اس کے بعد لوگر کی صوبائی شوریٰ کے ارکان نے بھی 12 اکتوبر کو بیان دیا کہ غیر ملکی جارحیت پسندوں کی اندھی بمباری کے نتیجے میں 7 شہری شہید ہوئے ہیں۔ اس ماہ کی 19 تاریخ کو مذکورہ صوبے کے ضلع خروار میں شادی کی تقریب پر بمباری کی گئی، جس میں خواتین اور بچوں سمیت 6 افراد شہید ہوئے۔ 12 اکتوبر کو میڈیا نے ضلع تگاب اور ضلع الہ سائی سے خبر دی کہ صلیبی مزدوروں نے عام لوگوں کے گھروں پر چھاپے مارے اور بعد میں کئی مکانات کو مسمار بھی کیا۔ کاپیسا سے ملحقہ صوبہ پروان میں بھی 19 اکتوبر کو قومی ملیشیا کے اہل کاروں نے صوبے کے مرکزی ہسپتال پر دھاوا بول دیا اور ہسپتال کے عملے پر جان لیوا تشدد کیا۔

افغانستان میں جارحیت پسندوں کے قیام میں توسیع:

صلیبی جارحیت پسند شرم ناک شکست کے باوجود افغانستان پر قبضے اور یہاں مزید قیام کی فکر میں ہیں۔ منصوبہ یہ بنایا گیا تھا کہ 2014ء کے بعد کوئی غیر ملکی فوجی یہاں موجود نہیں ہو گا، لیکن 16 اکتوبر کو اوباما نے اعلان کیا کہ 2014ء کے بعد بھی 5500 امریکی فوجی افغانستان میں موجود رہیں گے۔ جرمنی نے بھی اس ماہ کی 18 تاریخ کو اعلان کیا کہ وہ نامعلوم مدت تک افغانستان میں موجود رہے گا۔ اسی طرح

برطانوی فوجیوں نے بھی مزید ایک سال یہاں ٹھہرنے کی بات کی ہے۔ حالانکہ 25 اکتوبر کو اسپین نے افغانستان میں اپنے فوجی مشن کے خاتمے کا اعلان کیا تھا۔ ساتھ میں کہا کہ ہمارے صرف چند فوجی مزدور افواج کو ٹریننگ دینے کی غرض سے افغانستان میں موجود رہیں گے۔ افغان عوام غیر ملکی جارحیت کے قیام میں توسیع کسی بھی عنوان کے تحت قبول کرنے کو تیار نہیں اور اسے دینی اور قومی مفاد کے لیے نقصان دہ سمجھتے ہیں۔ ان کا ٹھہرنا افغانوں کے مفاد میں نہیں، بلکہ انہی ممالک کے اپنے مفاد میں ہے۔ کابل سے چھپنے والے اخبار 'سرنوشت' نے 17 اکتوبر کی اشاعت میں اس بات کی وضاحت کی تھی کہ افغانستان میں غیر ملکی افواج کے قیام میں توسیع ملک میں جنگ کو مزید طول دینے کے مترادف ہے۔

غلام فوج آقا کی نظر میں:

چودہ سالہ جہاد اور مجاہدین کی مسلسل فتوحات نے دنیا کے سامنے یہ ثابت کر دیا ہے کہ غیر ملکیوں کے ہاتھوں وجود میں آنے والی فوج ایمان اور تقویٰ سے لبریز مجاہدین سے مقابلے کی ہمت نہیں رکھتی۔ قندوز کی جھڑپ میں امریکا سے ہوائی اور زمینی مدد مانگنا اس کی واضح مثال ہے۔ امریکی انتخابات کے لیے صدارتی امیدوار مارکو بیو نے 10 اکتوبر کو کہا کہ امریکا کی کوششوں سے بننے والی افغان فوج اتنی کمزور ہے، اگر ہمارے فوجی ان کے ساتھ نہ ہوں تو وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ 13 اکتوبر کو امریکی اخبار نیویارک ٹائمز نے اپنی ایک رپورٹ میں لکھا: اوباما اور اس کے حکومت کے اعلیٰ فوجی جنرل افغان جنگ کے بارے میں لوگوں کو حقائق نہیں بتاتے۔

قومی وحشت کی حکومت:

ایسا کوئی دن نہیں گزرتا کہ امریکا کے کاسہ لیس ادارے کے اہل کاروں نے اپنی حماقت کی کوئی مثال دنیا کے سامنے پیش نہ کی ہو۔ ان کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

4 اکتوبر کو کئی نیوز چینلز پر یہ خبر چلی کہ مزدور اہل کاروں کے فوجی طیاروں نے قندوز سے کئی لوگوں سے پیسے لے کر کابل پہنچائے ہیں۔ حالانکہ ان کے اپنے زخمی اہل کار قندوز ہوائی اڈے پر زخموں سے چور علاج کے منتظر تھے۔ 9 اکتوبر صلیبی کاسہ لیسوں کے شیطانی چینل طلوع نے قندوز کے پاک دامن اور باعفت مسلمانوں کے دامن پر بدنما داغ لگاتے ہوئے کہا کہ قندوز پر طالبان کی حاکمیت کے دوران یونی ورسٹی کی طالبات پر جنسی زیادتی کی گئی ہے۔ اس الزام کو قندوز کے باسیوں نے مسترد کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت تو یونی ورسٹی میں عید کی تعطیلات تھیں اور یونی ورسٹی میں طلبہ یا طالبات موجود نہیں تھیں۔ اس لیے یہ دشمن کا بے جا پروپیگنڈہ ہے اور حکومت سے اپیل کی کہ اس چینل پر پابندی لگائی جائے۔ اب مزدور حکومت اپنے اہل کاروں، خاص طور پر قومی ملیشیا کے اہل کاروں کو تنخواہ دینے سے بھی قاصر ہے۔ اسی لیے 11 اکتوبر کو یہ رپورٹ منظر عام پر آئی کہ قومی ملیشیا کے اہل کاروں نے اپنا پیٹ پالنے کے لیے مساجد کو لوٹنا شروع کیا ہے۔ ہلمند، غزنی، پکتیکا اور میدان وردگ کے لوگوں کا کہنا ہے کہ جب سے قومی ملیشیا کے اہل کاروں کی تنخواہیں بند ہوئی ہیں، انہوں نے مساجد کا سامان اور مساجد کے لیے وقف شدہ قیمتی آلات چرانا شروع کر دیے ہیں۔ دوسری جانب مختلف اضلاع کی مسلسل فتوحات اور غیر ملکی جارحیت پسندوں کے مراکز پر کامیاب حملوں کے بعد کاسہ لیس سکیورٹی اہل کار اپنی نوکریوں سے بیزار ہو کر استعفیٰ دے چکے ہیں۔ اگرچہ یہ موضوع ایک مہینہ قبل میڈیا پر گردش کرتا رہا تھا، لیکن کرپشن کی چوٹی پر بیٹھے پارلیمنٹ ارکان نے 22 اکتوبر کو اس مسئلے کی تحقیق اور حل کے لیے کوششیں شروع کیں اور اس معاملے پر گہری تشویش کا اظہار کیا تھا۔ مزدور حکومت کی جانب سے اپنے اہل کاروں کو تنخواہ کی فراہمی میں بے بسی ایسے وقت میں سامنے آرہی ہے، جب 22 اکتوبر کو "حقوق و عدالت" نامی ایک تحقیقی ادارے نے اپنی ایک رپورٹ میں یہ راز بھی افشا کیا کہ کٹھ پتلی اہل کاروں میں 1300 اہل کار ایسے بھی ہیں، جن کی تنخواہیں ان کے بڑے افسر لے رہے ہیں۔ ان اہل کاروں کی آدھی سے زیادہ تنخواہ ان کے بڑے افسر اپنی جیب میں ڈال لیتے ہیں۔ اکثر اوقات ساری تنخواہ ہڑپ کر جاتے ہیں۔ اس قسم کے واقعات وحشی حکومت کے لیے ایک بڑا دھچکا ہیں۔

افغان صدر کی جاہلانہ کارروائیوں میں سے ایک محرم الحرام کی دسویں تاریخ کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے یوم شہادت پر کیا گیا خطاب تھا، جس میں انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو (نعوذ باللہ) "اللہ تعالیٰ کا نواسا" قرار دیا۔ بعد میں اپنی جاہلیت بھرے خطاب پر معافی مانگنے پر مجبور ہوئے۔ 28 اکتوبر کو پینٹاگون نے کہا کہ ان کی وزارت کی ایک تحقیقی ٹیم کٹھ پتلی فوج کی جانب سے کم عمر لڑکوں پر جنسی زیادتی کے موضوع پر تحقیق کرے گی۔ اس سے ایک ہفتہ قبل بھی مغربی ذرائع ابلاغ پر یہ خبر آئی کہ کٹھ پتلی فوج کے کمانڈرز ہم جنس پرستی اور جنسی زیادتی میں ملوث ہیں، لیکن امریکی فوجیوں کو اپنے مفادات کی خاطر اجازت نہیں کہ وہ افغان اہل کاروں کو اس قسم کے شرم ناک جرائم سے روکیں۔

☼☼☼

جنگی جرائم (اکتوبر 2015)

سید سعید

دشمن کو خونِ مسلم کی جو پیاس لگی ہے، یہ تب ہی بجھ سکتی ہے، جب خود دشمن کی زندگی کا چراغ گُل ہو گا۔ ورنہ تاریخ گواہ ہے کہ جس کسی کو، خواہ وہ کافر ہو یا مسلم، مسلمانوں کا خون پینے کی عادت ہو جائے، وہ ہمیشہ مسلمانوں کو ناقابلِ تلافی نقصان سے دوچار کرتا رہا ہے۔ امریکا کی جانب سے افغانستان میں کھیلا جانے والا خونی کھیل اسی درندگی کی کہانی سناتا ہے۔ رواں سال یکم اکتوبر کو صوبہ زابل ضلع دائی چوپان کے علاقے ملاخیل میں افغان پولیس نے 80 عام افراد کو طالبان کے ساتھ تعاون کرنے کے الزام میں حراست میں لے لیا۔

2اکتوبر کو قابض افواج نے قندوز ہسپتال پر بمباری کی۔ اس افسوس ناک واقعے کے بعد ڈاکٹروں کی تنظیم کے ترجمان نے کہا کہ امریکا اور مخلوط حکومت کو چند روز قبل ہسپتال کی حفاظت کے حوالے سے اطلاع دی گئی تھی، لیکن اس کے باجود انہوں نے ہسپتال پر فضائی حملہ کیا۔ جس میں درجنوں لوگ شہید اور زخمی ہوئے ہیں۔ جن میں ڈاکٹرز، نرسیں اور عام شہری بھی شامل ہیں۔ جب کہ ہسپتال کا بڑا حصہ تباہ ہوگیا ہے۔ اس واقعے کے دو ہفتے بعد بی بی سی فارسی کے رپورٹر نے بتایا کہ مذکورہ واقعہ میں ہسپتال عملہ سمیت 95 افراد شہید ہوئے ہیں، جن میں اکثریت کی لاشوں کی شناخت ہوگئی ہے۔

3نومبر کو صوبہ زابل ضلع دائی چوپان کے علاقے مرجان میں فورسز نے شادی کی ایک تقریب پر فائرنگ کر دی، جس میں دلہن سمیت چھ خواتین زخمی ہوگئیں۔ اسی دن صوبہ غزنی ضلع خوگیانو کے علاقے کڈی میں حکومتی فورسز نے قریبی آبادی پر راکٹ حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک خاندان کے تین افراد زخمی ہوگئے۔

5اکتوبر کو صوبہ ننگرہار ضلع بٹی کوٹ کے علاقے نواقل میں قابض افواج اور حکومتی فورسز نے ضلع سپین غر کے مہاجرین کے گھروں پر چھاپہ مارا۔ اس دوران انہوں نے 8 افراد کو گرفتار کر کے نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا۔ اس کے علاوہ مقامی لوگوں کی دو گاڑیوں اور ایک گھر کو آگ لگا دی گئی۔

8 اکتوبر کو صوبہ پکتیکا ضلع یحیٰ خیل کے علاقے کوڈل میں پولیس نے ایک شخص کو اپنے گھر سے حراست میں لیا اور بعد ازاں اسے شہید کر دیا۔ اسی دن قندہار ضلع شوراوک کے سرلٹ کے مقام پر امریکی فوجیوں نے قندہار پولیس چیف جنرل رازق کے تعاون سے چھاپہ مارا، اس میں خالد نامی شخص کے گھر پر بمباری کی، جس کے نتیجے میں 13 افراد شہید ہوگئے۔ درندگی کے خوف سے مقامی لوگ قریبی پہاڑ کی طرف چلے گئے، جہاں ان پر امریکی طیاروں نے بمباری کرکے 21 افراد شہید کر دیے، جن کی تفصیل کچھ درج ذیل ہے:

حفیظ اللہ کے خاندان کے پانچ افراد شہید ہوئے۔ حاجی محمد گل کے خاندان کے تین افراد شہید ہوئے۔ دین محمد کے اہلِ خانہ کے چھ افراد شہید ہوئے محمد نعیم نامی شخص شہید ہوا۔ عبدالغنی کا بیٹا، نعمت اللہ کا بیٹا، دوست محمد کا بیٹا، صاحب خان کی بیٹی اور محمد طاہر کا بیٹا شہید ہوا۔ اس کے علاوہ جارحیت پسندوں نے تین افراد کو حراست میں لے لیا۔ اس چھاپے میں حکومتی فورسز کے اہل کار بھی شامل تھے، جنہوں نے مقامی لوگوں کو کافی مالی نقصان بھی پہنچایا۔

9اکتوبر کو امریکی فوجیوں نے حکومتی فورسز کے تعاون سے صوبہ لوگر ضلع برکی برک کے علاقے توکل، روستم خیل اور ازبک خیل میں چھاپہ مارا، فضائی حملے کیے اور روستم خیل میں قرآن خوانی کی ایک تقریب کو نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں ایک استاذ سمیت گیارہ شہری شہید اور زخمی ہوگئے۔ اسی دن قندوز کے ضلع امام صاحب کے علاقے قرغز اور قیوم خان میں پولیس کی فائرنگ سے تین افراد شہید ہوگئے۔

11 اکتوبر کو کابل کے روزنامہ 'سرنوشت' نے رپورٹ شایع کی، جس میں بتایا گیا کہ قندوز سے نقل مکانی کرنے والوں کا کہنا ہے "حکومتی فورسز نے ان کے گھروں میں لوٹ مار کی ہے۔ وہ مجبور ہیں کہ علاقہ چھوڑ کر چلے جائیں۔" روزنامہ نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کابل میں عائشہ نامی خاتون نے بتایا ہے "حکومتی فورسز نے ان کے گھر کو لوٹ لیا ہے۔"

12 ،اکتوبر کے دن صوبہ غزنی کے دارالحکومت کے قریب نوغی گاؤں میں فورسز کے راکٹ حملے میں تین افراد شہید ہوگئے۔اس روز صوبہ کاپیسا ضلع تگاب کے علاقے 'شاہ کوٹ' میں حکومتی فورسز نے مقامی آبادی پر راکٹ حملہ کیا، جس کے نتیجے میں محمد شرین نامی شخص کی اہلیہ شہید ہوگئی۔

اگلے دن 13 اکتوبر کو صوبہ بادغیس ضلع غورماچ کے بازار میں حکومتی فورسز نے راکٹ فائر کیا، جو ایک گھر پر جا گرا جس کے نتیجے میں دو خواتین سمیت چار افراد زخمی ہوگئے اور گھر کو بھی نقصان پہنچا۔

14 اکتوبر کو صوبہ لوگر ضلع خروار کے علاقے قلعہ شمشیر میں فورسز کی فائرنگ سے ایک خاتون شہید اور چار بچے زخمی ہوگئے۔

15 اکتوبر کو صوبہ غزنی ضلع قرباغ کے علاقے عسکر کوٹ کے ملوک گاؤں میں فورسز کے راکٹ حملے میں ایک خاتون شہید اور تین بچے زخمی ہوگئے۔

19 اکتوبر کو صوبہ پروان میں اربکی ملیشیا کے اہل کاروں نے ہسپتال پر حملہ کیا۔ ایک زخمی اہل کار کو ہسپتال سے باہر نکالا اور تین ڈاکٹروں کو تشدد کا نشانہ بنایا، جس کے بعد ڈاکٹروں نے ہسپتال سے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔

20 اکتوبر کو صوبہ لوگر ضلع خروار کے علاقے کاریزگی میں قابض افواج نے مقامی آبادی پر بمباری کی، جس کے نتیجے میں تین بچوں سمیت چھ افراد شہید اور متعدد زخمی ہوگئے۔

21 ،اکتوبر کو صوبہ پکتیکا ضلع اومنہ کے علاقے زواکی میں فورسز نے قومی رہنما "محمد عظیم" کو تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے شہید کر دیا۔ اسی دن صوبہ لوگر ضلع خروار کے علاقے قلعہ شیخان میں فورسز کی فائرنگ سے ایک گھر کے دو معصوم بچے شہید ہوگئے۔اس دن صوبہ ننگرہار ضلع خوگیانو کے علاقے خوگی میں قابض افواج نے چھاپہ مار کر ملک شاہ محمود اور گُل ولی کے گھروں سے چار افراد کو حراست میں لیا۔

اس دن چوتھی کارروائی صوبہ بدخشان میں ہوئی۔ ضلع وردوج اور بہارک کے درمیان قومی شاہراہ کو فورسز کی جانب سے بلاک کرنے سے لوگوں کو شدید مشکلات پیش آئیں۔ صوبائی دارالحکومت فیض آباد میں فورسز نے مذکورہ دو اضلاع کے لیے جانے والی اشیائے خورد و نوش پر پابندی لگادی، جس سے ان دو اضلاع میں اشیائے خورد و نوش کی قلت پیدا ہوگئی۔ نتیجتاً بنیادی اشیاء کی قیمتوں میں بے تحاشا اضافہ ہوگیا۔

23 اکتوبر کو صوبہ زابل ضلع 'اتغر' کے علاقے کلا میں فورسز کے راکٹ حملے میں ایک معصوم بچہ شہید اور دو زخمی ہوگئے۔

27 اکتوبر کو صوبہ جوزجان ضلع خماب کے مضافات میں جنرل دوستم کی قیادت میں فورسز نے بیس افراد کو طالبان کے ساتھ تعاون کے الزام میں شہید کر دیا۔ فورسز نے مقامی لوگوں کے گھروں کی تلاشی لینے کے دوران نقدرقم، گاڑیاں، موٹرسائیکلیں اور دیگر قیمتی اشیاء چھین لیں۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ جنرل دوستم نے اپنے فوجیوں کو ہدایت کی تھی کہ وہ کچھ لوگوں کو قتل کریں، تاکہ دوسرے لوگوں کے لیے باعث عبرت ہوں اور وہ طالبان کے ساتھ تعاون کرنے سے باز آجائیں۔

30 اکتوبر کو صوبہ پکتیا ضلع زازی اریوب کے علاقے حسن خیل میں فورسز نے مقامی لوگوں کے گھروں پر چھاپہ مارا۔ گھروں کی تلاشی لی اور مختلف لوگوں کے گھروں سے نقدرقم، 150 عدد موبائل اور دیگر قیمتی اشیاء بھی زبردستی چھین لیں۔ اس کے بعد بمباری کی، جس کے نتیجے میں چار افراد شہید ہوگئے۔ اسی دن صوبہ زابل ضلع دائی چوپان کے مضافات میں زنجیر چیک پوسٹ کے قریب فورسز نے فائرنگ کرکے ایک شخص کو شہید کر دیا۔

اس سے اگلے روز 31 اکتوبر کو صوبہ ننگرہار ضلع سپین غر کے علاقے اچین میں فورسز کی جانب سے داغا گیا راکٹ مسجد پر جا گرا، جس کے نتیجے میں چار افراد شہید اور تین زخمی ہوگئے۔

اقتباسات : بی بی سی، آزادی ریڈیو، افغان اسلامک اور پژواک خبررساں ادارے، روزنامہ سرنوشت، خبریال، لراوبر، نن ایشیا اور بینو اویب سائٹس

✲ ✲ ✲

محرم الحرام کے مہینے میں ہونے والے کارروائیوں کا جدول

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات					عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات		
				صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	ایجنٹوں کے مقتولین	ایجنٹوں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
1-	قندہار	70	2			113	30	41	5	2	1
2-	ہلمند	108	1			319	55	64	5	7	1
3-	غزنی	30				65	17	21	2	2	
4-	خوست	24				45	35	6	1	4	
5-	نورستان	15				23	8	4	1	4	
6-	میدان وردگ	5				8	0	1	1	0	
7-	کونڑ	20		3	2	38	34	10	4	1	
8-	پکتیکا	13				22	3	10	0	8	
9-	زابل	23				24	34	10	3	16	
10-	لوگر	16				43	12	12	3	4	
11-	کاپیسا	42				46	23	4	0	0	
12-	روزگان	20				65	38	11	4	12	
13-	پکتیا	16				60	22	26	1	5	
14-	فراہ	29				60	32	10	3	0	
15-	کابل	33		5		63	31	23	0	0	
16-	ننگرہار	51				61	29	16	2	5	
17-	لغمان	31				50	23	8	0	0	
18-	ہرات	6				7	15	1	0	1	
19-	نیمروز	32				66	23	14	0	0	
20-	بادغیس	14				46	13	5	0	1	
21-	قندوز	18	1			52	54	5	4	8	
22-	بغلان	40				50	58	7	0	0	
23-	فاریاب	27				103	73	16	2	7	
24-	غور	14				41	40	7	2	2	
25-	پروان	13				21	11	5	1	0	
26-	تخار	7				31	12	4	6	5	
27-	سمنگان	2				1	0	0	0	0	
28-	بدخشان	15				40	50	0	3	3	
29-	بامیان	0				0	0	0	0	0	
30-	بلخ	10				7	17	5	0	0	
31-	جوزجان	7				69	7	11	10	2	
32-	دائی کنڈی	5				13	8	1	0	0	
33-	سرپل	2				2	0	0	0	0	
34-	پنج شیر	0				0	0	0	0	0	
مجموعہ		758	4	8	2	1654	807	358	63	99	2

دشمن کے گرائے جانے والے طیارے : 1- پکتیکا میں ایک ڈرون طیارہ

240

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

4^{th} Year December 2015

دسمبر کی سردیاں بھی امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے جذبے ٹھنڈی نہ کرسکیں۔ قندہار
ہوائی اڈے کا فضائی منظر جہاں پر موجود افغان اور اتحادی افواج کے مرکز پر مجاہدین نے
گذشتہ روز حملہ کیا۔ 29 گھنٹوں تک جاری رہنے والی اس لڑائی میں 9 فدائی مجاہدین
شہید ہوئے۔ جبکہ 250 فوجی ہلاک ہوئے اور دیگر عسکری وسائل کے ساتھ ساتھ 30
بکتربند گاڑیاں تباہ ہوگئیں۔ اس حملے کی گونج عالمی میڈیا پر بہت دور تک سنی گئی جس
نے امریکا اور ناٹو کے مستقبل پر مزید سوالیہ نشان کھڑے کردیے۔